جلد ۱۰ | هجرت ۱۳۴۸ هش | شماره ۵

مئی ۱۹۶۹ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ **انصار اللہ** ربوہ

ہجرت ۱۳۴۸ھش

(مئی ۱۹۶۹ء)

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible] [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ″ ″ ″
[illegible]	[illegible] ″ ″ ″
[illegible]	[illegible] [illegible]
[illegible]	[illegible] [illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد　ماہنامہ انصار اللہ ربوہ　شمارہ ۵

ہجرت ۱۳۴۸ ہش
(مئی ۱۹۶۹ء)

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی ایک نہایت اہم اور بنیادی غرض

محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا نشوو ارتقاء

اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں اسلام کے انتہائی زوال و اضمحلال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کا قیام اِس لئے عمل میں آیا کہ تا ایسے نیک اطوار و تقویٰ شعار لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کما حقہ، ادائیگی یعنی محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کے اعتبار سے دُنیا کے لئے ایک نمونہ ہوں اور تا اُن کی عام برکات دُنیا میں پھیلیں اور وہ برکات اسلام کے لئے عظمت و نتائجِ خیر اور سر بلندی و سرفرازی کا موجب ہوں۔ چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لینے سے اٹھارہ روز قبل یعنی ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں جماعتِ احمدیہ کے قیام کی اِس غرض و غایت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا :-

”یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفۂ متّقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دُنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائجِ خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں ...... وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں

کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار رہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں، اور محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے ..... خدا تعالیٰ نے اِس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبّتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی رُوح سے قوّت دیگا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔" (اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء بحوالہ ازالہ اوہام)

اِس اشتہار میں حضور علیہ السلام نے یہ بھی واضح فرمایا کہ ایسے تقویٰ شعار لوگوں کا ایک جماعت کی صورت میں متحد ہونا وقتی یا عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگا۔ خدا تعالیٰ نہ صرف اوائل ہی میں ہزارہا صادقین کو اس جماعت میں داخل کرے گا بلکہ آپؑ کے وصال کے بعد بھی قیامت تک اِس جماعت میں ایسے خدارسیدہ و برگزیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اپنے تعلق باللہ اور نوعِ انسان کی ہمدردی میں ایک نمونہ ہوں گے اور ان کی عام برکات کے دُنیا میں پھیلنے سے اسلام دُنیا میں غالب آتا چلا جائے گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

"وہ (یعنی خدا تعالیٰ) اِس سلسلہ کے کامل متّبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اُس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور

قدرت اُسی کو ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاھِرًا وَّبَاطِنًا۔ اَسْلَمْنَا لَہٗ
ھُوَ مَوْلٰنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔"
(اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے خدانما وجودوں کے جماعت میں پیدا ہونے اور قیامت تک پیدا ہوتے چلے جانے کے متعلق خدائی وعدوں کو شائع کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے اِس ایمانِ محکم اور حق الیقین کے باوجود کہ خدائی وعدے ضرور پورے ہوں گے اِن کے عملی ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اِس قدر دُعائیں کیں اور اِس درجہ گریہ وزاری سے کام لیا اور پھر اپنے اصحاب کی باطنی تربیت، تزکیۂ نفوس اور رُوحانی ارتقاء کے لئے ایسے مجاہدے اور سعی وکوشش کا مظاہرہ فرمایا کہ اِس راہ میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ خود اِسی اشتہار میں حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے اِس عاجز کی دُعاؤں اور اِس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔ اور اُس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تاکہ مَیں اِن طالبوں کی تربیتِ باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے وہ رُوحِ قدس طلب کروں جو ربوبیتِ تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور رُوحِ خبیث کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفسِ امارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو مَیں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں ہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اِس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخلِ سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔" (اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء)

اِس میں کیا شک ہے کہ یہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درد وسوز میں ڈوبی ہوئی

شبانہ روز دعاؤں، توجہ اور موت تک دریغ نہ کرنے والے جانکاہ و جاں گسل مجاہدہ کا ہی ثمرہ تھا کہ حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے صحابہ کے زمرہ میں شمولیت کا شرف حاصل کرنے والے خوش نصیب انسانوں کو حسبِ وعدۂ الٰہی جناب الٰہی سے وہ نور عطا ہوا جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کو بفضل اللہ تعالیٰ وہ رُوحِ قدس نصیب ہوئی جو ربوبیتِ تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اُس رُوحِ خبیث سے انہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے نجات اور حفاظت ملی جو نفسِ امّارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔ اور وہ اُس رُوحانی طاقت سے ہمکنار ہوئے جس کا اثر برقی مادہ کی طرح ان کے تمام وجود میں دَوڑ گیا حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے اکتسابِ نور کے طفیل روشنی کا ایک مینار ثابت ہوئے بغیر نہ رہا جو چاروں طرف اپنی روشنی پھیلا کر بہتوں کو اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچانے کا وسیلہ ٹھہرا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کر رکھے تھے۔ اِسی لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اِن خدائی وعدوں کے مہتم بالشان ظہور کا ذکر اِن الفاظ میں فرمایا:-

"مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سُننے کے وقت اِس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ مَیں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اِس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبیؑ کے پیروؤں سے جو اُن کی زندگی میں ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور اُن کے چہرہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتقاد اور صلاحیّت کا نور پاتا ہوں ..... مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ اُن کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور اُن کی نیکیاں اُن کو نہیں سُناتا مگر دل میں خوش ہوں۔"

اِسی طرح ایک اَور مقام پر حضور علیہ السلام نے رقم فرمایا:-

"میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت مَیں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک

خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے خود ایک نشان ہے۔" (حقیقۃ الوحی صث ۲۳۹)

پھر ایسے قدسی صفات انسانوں کے جماعت میں پیدا ہونے کا سلسلہ حضور علیہ السلام کے صحابہ تک ہی محدود نہ رہا تھا بلکہ حسب وعدہ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی جاری رہا، آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہے گا۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔

اللہ تعالیٰ نے اِس امر کا انتظام فرمانے کے لئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی قیامت تک ایسے قدسی صفات لوگ پیدا ہوتے رہیں اپنے وعدہ کے عین مطابق جماعت میں اپنے انعامِ خاص کے طور پر نظامِ خلافت کو قائم فرمایا اور نہ صرف قائم فرمایا بلکہ یہ بشارت بھی دی کہ برکاتِ رسالت کو دوام بخشنے کی غرض سے جماعت میں یہ نظام قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ گویا آپؑ نے جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ بشارت دی کہ جماعت میں قیامت تک قدسی صفات لوگ پیدا ہوتے چلے جائیں گے وہاں آپؑ نے ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کی ضمانت کے طور پر نظامِ خلافت کے قیامت تک جاری رہنے کی بشارت کا بھی اسی شدّ و مد کیساتھ ذکر فرمایا۔ چنانچہ اِس بارہ میں آپؑ نے آسمانی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"تم میری اِس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی قربِ وفات سے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی اخبارِ غیبیہ۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت (خلافت) کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ... ... مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیت)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد قدرتِ ثانیہ یعنی **خلافت علیٰ منہاج النبوّت** کا ظہور عمل میں آیا۔ خدائی منشاء اور اُس قدوس جلیل الذات کے خاص تصرف کے ماتحت پہلے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ احمدیہ کی موعودہ روحانی خلافت کی مسندِ جلیلہ پر متمکن ہوئے۔ پھر خدائی بشارتوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے منصبِ جلیل پر فائز کئے گئے اور اب اللہ تعالیٰ کی بشارتوں اور تصرفِ خاص کے ماتحت حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کی حیثیت سے اس منصب جلیل پر فائز اور کُل جماعت کے واجب الاطاعت امام اور کُل مومنین صادقین کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز ہیں۔ جماعت حسبِ سابق آپ کی آسمانی قیادت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ الغرض خلفائے سلسلہ احمدیہ کی قوتِ قدسی اور انکی موعودہ برکاتِ خاصہ کے زیرِ اثر خدائی وعدوں کے بموجب محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا میں سرشار رہنے اور دین کی سربلندی کی خاطر پوری بشاشت کیساتھ قربانیاں کرنے والے لوگ مسلسل جماعت میں پیدا ہوتے چلے آرہے ہیں اور بحمداللہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہیں غیرمعمولی طور پر قبولیت اور نصرت عطا کی گئی ہے اور وہ اپنے پاک نمونہ سے ایک دنیا کو راہِ راست کی طرف لانے کا وسیلہ ثابت ہوتے چلے آرہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان فضل اور احسان کی دل سے قدر کرنا ہم میں سے ہر ایک کا نہایت درجہ اہم اور بنیادی فرض ہے۔ وہ قدر یہی ہے کہ ہم نظامِ خلافت سے دلی طور پر وابستہ رہتے اور دلی بشاشت کے ساتھ اطاعت بجا لاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قوتِ قدسی سے فیضیاب ہوں اور حضور سے اکتسابِ نور کرکے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیامت تک مؤثر رہنے والی اُن دعاؤں کے وارث بنیں جن کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جماعت میں ایسے لوگ پیدا کرتے چلے جانے کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کی تڑپ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کما حقہٗ ادائیگی کے نتیجہ میں قبولیت اور نصرت کا عطا ہونا پہلے سے مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے فضلِ خاص سے نوازتے ہوئے اُن متقیوں میں شامل فرمائے جنہیں اُس نے دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالنے اور اسلام

کے واسطے برکت و عظمت اور نتائج خیر کا موجب ثابت ہونے کے لئے ہر زمانہ میں پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے تا نسلاً بعد نسلٍ محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آتا چلا جائے اور تا دنیا میں محبّتِ الٰہی توبۂ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن و صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی پھیلتی اور وسیع ہوتی چلی جائے اور تا بالآخر اسلام کا غلبہ اِس طور پر ظاہر ہو کہ دُنیا میں ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے۔ آمین اللّٰھم آمین ۔

صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"تم خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو اور اُسی کو مقدم کر لو اور اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو ایک نمونہ سمجھو اور اُن کے نقشِ قدم پر چلو . . . . . وہ ایک ایسی صادق جماعت تھی جو اپنے ایمانِ قوی کے لحاظ سے جان فدا کرنے میں بھی دریغ نہ کرتی تھی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک ایسی قوم ہے جس کی نظیر مل سکتی ہی نہیں۔ جب ہم دوسری قوموں کا ان سے مقابلہ کرتے ہیں تو ان کی عظمت اور شوکت کا اَور بھی دل پر اثر ہوتا ہے۔ اور جس قدر غور کرتے جاویں آپؐ کے مراتب اور مدارج پر حیرت ہوتی ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی قوّتِ قدسی عنایت فرمائی تھی۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹۹-۳۰۰)

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

سب کمندوں کو جلا کر صرف محبّتِ الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دو

ایسے بنو کہ تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدائشِ انسانی کی علّتِ غائی اور اسکے عملی تقاضوں کو بالوضاحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"انسان کو چاہیئے کہ ساری کمندوں کو جلادے اور صرف محبّتِ الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لیکر نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کُل انبیاء اِسی نمونے کی خاطر ہی تو اُس نے بھیجے ہیں تا لوگ اُن کے نقشِ قدم پر چلیں جس طرح وہ خدا تعالیٰ تک پہنچے اِسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو جیسا شیخ سعدی فرماتے ہیں ؏ بدنام کنندۂ نکونامے چند ——— بلکہ ایسے بنو کہ تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمر دراز کو بڈھا بھی ہو سکتا ہے مگر وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دُنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصّہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانا کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچّے اور عمدہ مکان یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اس نے تو اپنا مقصود و مطلوب اور معبود صرف خواہشاتِ نفسانی اور لذائذِ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے مگر خدا نے انسان کے سلسلۂ پیدائش کی علّتِ غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے جیسا کہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ گویا حصر کر دیا ہے کہ صرف اور صرف عبادتِ الٰہی ہی مقصد ہونا چاہیئے۔ اور صرف اِسی غرض کے لئے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ برخلاف اس کے اُور ہی اُور ارادے اور اُور ہی اُور خواہشات ہیں۔

بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک اَور شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر، اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول اور بیل بوٹے لگا تا کہ ہرا بھرا ہو جاوے، شاداب اور سرسبز ہو جاوے۔ مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لئے فروخت کرلے اور ناجائز

(کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سب کمندوں کو جلا کر صرف محبّتِ الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دو

ایسے بنو کہ تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدائشِ انسانی کی علّتِ غائی اور اسکے عملی تقاضوں کو بالوضاحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انسان کو چاہیئے کہ ساری کمندوں کو جلادے اور صرف محبّتِ الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لیکر نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کُل انبیاء اسی نمونے کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ اُن کے نقشِ قدم پر چلیں جس طرح وہ خدا تعالیٰ تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ع بدنام کنندۂ نکو نامے چند ـــــ بلکہ ایسے بنو کہ تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمر کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دُنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصّہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانا کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچّے اور عمدہ مکان یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اس نے تو اپنا مقصود و مطلوب اور معبود صرف خواہشاتِ نفسانی اور لذائذِ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے مگر خدا نے انسان کے سلسلۂ پیدائش کی علّتِ غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے جیسا کہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ گویا حصر کر دیا ہے کہ صرف اور صرف عبادتِ الٰہی ہی مقصد ہونا چاہیئے۔ اور صرف اسی غرض کے لئے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ برخلاف اس کے اور ہی اور ارادے اور اور ہی اور خواہشات ہیں۔

بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک اور شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر، اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول اور بیل بوٹے لگا تا کہ ہرا بھرا ہو جائے، شاداب اور سرسبز ہو جاوے۔ مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لئے فروخت کرے اور ناجائز

دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ وہ مالک جب آویگا تو اس سے کیسا سلوک کریگا؟

خدا نے تو بھیجا تھا کہ عبادت کرے اور حق اللہ اور حق العباد کو بجا لاوے مگر یہ آتے ہی بیویوں میں مشغول، بچوں میں محو اور اپنے لذائذ کا بندہ بن گیا اور اس اصل مقصد کو بالکل بھول ہی گیا۔ بتاؤ اس کا خدا کے سامنے کیا جواب ہوگا؟ دنیا کے یہ سامان اور یہ بیوی بچے اور کھانے پینے تو اللہ تعالیٰ نے صرف بطور بھاڑہ کے بنائے تھے جس طرح ایک یکہ بان چند کوس تک ٹٹو سے کام لے کر جب سمجھتا ہے کہ وہ تھک گیا ہے اسے کچھ نہاری اور پانی وغیرہ دیتا ہے اور کچھ مالش کرتا ہے تا اس کی تھکان کا کچھ علاج ہو جاوے اور وہ آگے چلنے کے قابل ہو جاوے اور درماندہ ہو کر کہیں آدھ میں ہی نہ رہ جائے، اس مہالے کے لئے اسے نہاری دیتا ہے۔ سو یہ دنیوی آرام اور عیش اور بیوی بچے اور کھانے کی خوراکیں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھاڑے مقرر کئے ہیں کہ تا وہ تھک کر اور درماندہ ہو کر بھوک پیاس سے مر نہ جاوے اور اس طرح اس کے قویٰ کے تحلیل ہونے کی تلافی مافات ہوتی جاوے۔ پس یہ چیزیں اس حد تک جائز ہیں کہ انسان کو اس کی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں ورنہ اس حد سے آگے نکل کر وہ حیوانوں کی طرح صرف پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد بنا کر مشرک بناتی ہیں۔ ان کا اس حد سے آگے نکلنا اسلام کے خلاف ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ٭ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

مگر اب کروڑوں مسلمان ہیں کہ انہوں نے عمدہ عمدہ کھانے کھانا، عمدہ عمدہ مکانات بنانا اور اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر ہونا ہی اسلام سمجھ رکھا ہے۔ مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی خدا تعالیٰ کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو۔ یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ہی کی شرح ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو علیٰ مقصود بنالے۔ حقوقِ نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔ حقوقِ نفس بھی اس لئے جائز ہیں کہ تا وہ درماندہ ہو کر رہ ہی نہ جائے۔ تم بھی ان چیزوں کو اسی واسطے کام میں لاؤ۔ ان سے کام اس واسطے لو کہ یہ تمہیں عبادت کے لائق بنائے رکھیں نہ اس لئے کہ وہ تمہارا مقصودِ اصلی ہوں۔

قرآن شریف تو موت وارد کرنا چاہتا ہے۔ کھانا پینا صرف جسم کے سہارے کے واسطے ہو۔

انسانی بدن ہر وقت چونکہ معرض تحلیل میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جائز رکھا کہ اس کے قویٰ کی بحالی اور قیام کے لئے یہ چیزیں استعمال کی جاویں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کے شارح ہیں۔ آپؐ ایک موقع پر بڑے گھبرائے ہوئے تھے حضرت عائشہ رض کو کہا اے عائشہ! ہمیں آرام پہنچاؤ، اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے ساتھ حوّا کو بھی بنا دیا تا وہ اس کے واسطے ضرورت کے وقت سہارے کا موجب ہو۔ غرض یہ باتیں ہیں جو ان پر عمل کرنا اور ان کو خوب یاد رکھنا ضروری ہے اور ان سب پر پوری طرح سے قائم ہونا چاہیئے۔

دیکھو ایک طبیب جب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس کی پوری تعمیل کرنی چاہیئے ورنہ فائدہ سے ہاتھ دھو نے چاہئیں۔ ایک شخص اگر بجائے اس نسخہ پر تحریر کردہ امور کے اس کاغذ ہی کو دھو دھو کر پیئے تو اسے فائدہ کی اُمید ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تم بھی ہماری ہر ایک بات پر قائم رہو۔ جھوٹی اور خشک محبت کام نہیں آتی بلکہ تعلیم پر پوری طرح عمل کرنا ہی کارآمد ہوگا۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کا سچا ہے۔ وہ بڑا رحیم و کریم اور ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے مگر وہ دغا باز کو بھی خوب جانتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۰)

ہلاکت اور ٹھوکر سے بچنے کی راہ!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولتمند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اُس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو۔“

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹۵)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بُشْرٰی لِتَوَّابٍ اِذَا لَاقَانِیْ

(توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جب وہ مجھ سے ملے)

وَاللّٰہِ اِنِّیْ صَادِقٌ لَا کَاذِبٌ   شَہِدَتْ سَمَاءُ اللّٰہِ وَالْمَلَوَانِ

اور بخدا مَیں صادق ہوں کاذب نہیں ۔ آسمان اور رات دن نے اِس پر گواہی دے دی

وَدَّعْتُ اَھْوَائِیْ لِحُبِّ مُھَیْمِنِیْ   وَتَرَکْتُ دُنْیَاکُمْ بِعَطْفِ عِنَانِیْ

حرص و ہوا کو مَیں نے خدا تعالیٰ کے لئے رخصت کر دیا اور تمہاری دنیا کو چھوڑا اور اس سے مُنہ پھیر لیا۔

وَتَعَلَّقَتْ نَفْسِیْ بِحَضْرَۃِ مَلْجَائِیْ   وَتَبَرَّءَتْ مِنْ کُلِّ نَشْبٍ فَانِیْ

اور میرا نفس حضرتِ پروردگار سے تعلق پکڑ گیا اور ہر ایک فانی مال سے بیزار ہو گیا۔

لَا تَعْجِلُوْا وَتَفَکَّرُوْا وَتَدَبَّرُوْا   وَالْعَقْلُ کُلُّ الْعَقْلِ فِی الْاِمْعَانِ

مت جلدی کرو اور فکر کرو اور سوچو اور تمام عقل غور کرنے میں ہے۔

لَا تَظْلِمُوْا لَا تَعْتَدُوْا لَا تَجْرَءُوْا   وَتَبَاعَدُوْا عَنْ ذَالِکَ اللَّھَبَانِ

ظلم مت کرو، تجاوز مت کرو، دلیری مت کرو اور اِس لہبان سے دُور رہو۔

قَدْ جِئْتُکُمْ یَا قَوْمِ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی   بُشْرٰی لِتَوَّابٍ اِذَا لَاقَانِیْ

اے میری قوم میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جب وہ مجھ سے ملے۔

اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّ الْاَنَامِ فَجِئْتُکُمْ   فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہِ الرَّیَّانِ

مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں سو مَیں تمہاری طرف آیا۔ خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو

(نور الحق حصہ دوم)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

باوفا باش در زجاں گذری

(تُو باوفا رہ خواہ جان چلی جائے)

ہیچ چیزے چو ذاتِ بے چوں نیست　　　جگرے خوں شود کزو خوں نیست

کوئی بھی چیز اُس بے مثل ذات کی مانند نہیں۔ وہ دل تباہ ہو جائے جو اُس کی محبت میں خون نہیں ہوتا

گنج ہائے جہاں فدائے نگار　　　بہ زِصد گنج خاکِ پائے نگار

سارے جہان کے خزانے اس معشوق پر قربان ہیں۔ معشوق کے پیروں کی خاک سینکڑوں خزانوں سے بہتر ہے

ہر چہ از دستِ او رسد آں بہ　　　خارِ او از ہزار بُستاں بہ

جو کچھ بھی اس ہاتھ سے پہنچے وہی اچھا ہے۔ اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے

ذلّت از بہرِ او زعزّت بہ　　　قلّت از بہرِ او زِکثرت بہ

اس کی خاطر ذلّت برداشت کرنا عزّت سے بہتر ہے۔ اس کی خاطر غربت اختیار کرنا دولتمندی سے بہتر ہے

مُردن از بہرِ او حیاتِ مُدام　　　صد لذائذ فدائے آں آلام

اُس کی خاطر مرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ان تکلیفوں پر سینکڑوں لذّتیں قربان ہیں۔

ایکہ در کُوئے دلستاں گذری　　　باوفا باش در زِجاں گذری

اے وہ شخص جو دلبر کے کُوچہ میں سے گزر رہا ہے تُو باوفا رہ خواہ جان چلی جائے۔

صادقانے کہ طالبِ یار اند　　　جاں فشاناں زِبہرِ دلدار اند

وہ راست باز جو یار کے طالب ہیں وہ تو یار کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۸)

ہم پر اور ہماری اگلی نسل پر انتہائی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں

ان دو نسلوں کو غلبۂ اسلام کیلئے انتہائی عظیم قربانیاں دینا ہوں گی

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اسلام کے موعودہ غلبہ کی عظیم الشان مہم کے سلسلہ میں احباب کو انکی نہایت اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی اور فرمایا تھا کہ غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم فی زمانہ جس انتہائی نازک دور میں داخل ہو چکی ہے اسکے پیش نظر ہمیں اور ہماری اگلی نسل کو خاص طور پر انتہائی قربانیاں دینا ہونگی اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے دلوں میں بھی اس احساس کو زندہ کریں اور زندہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے عظیم فتوحات کے جو دروازے کھولے ہیں ان میں داخل ہونے کے لئے ہمیں عظیم قربانیاں دینا پڑیں گی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس نہایت اہم خطبہ کا ایک ضروری اقتباس ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے ——— (ادارہ)

"جماعت میں یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کے اور سلسلہ احمدیہ کو قائم کر کے توحید خالص کے قیام اور غلبۂ اسلام کی ایک عظیم مہم جاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کریگا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جُوئے تلے دنیا کی ہر قوم کی گردن کو لے آئیگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ مخالفین اسلام کی تدبیریں اگر اس حد تک بھی پہنچ جائیں کہ ان کے نتیجہ میں پہاڑ اپنی جگہوں سے ہلا دیئے جائیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہونگے بلکہ ناکام ہی رہیں گے۔ کامیابی اللہ تعالیٰ کی اس خادم اسلام جماعت کو ہی نصیب ہوگی۔

اس مہم کے اجراء سے جماعت پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس احساس کو زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی اور ایثار کا نمونہ ہمیں دکھانا پڑتا ہے۔ آئندہ نسلوں میں بھی اس احساس کو بیدار رکھنا ضروری ہے کیونکہ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ایک نسل کا کام نہیں۔ اس وقت بھی ہماری اکثریت تابعین کی ہے یعنی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا نہیں۔ دیکھنے والے تو بہت تھوڑے رہ گئے ہیں لیکن صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے والے کثرت کے ساتھ

اس وقت جماعتِ احمدیہ میں ہیں۔ سو احمدیت کے لحاظ سے آئندہ نسل احمدیت کی تیسری نسل ہے اور ابھی ہم کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں، اپنی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب ہم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مَیں نے بڑا غور کیا ہے اور مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہم پر جو دوسری نسل احمدیت کی اس وقت ہے اور ہماری اگلی نسل پر جو اس وقت بچے ہیں ان دونوں نسلوں پر قربانیاں دینے کی انتہائی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ ہم ایک ایسے زمانہ میں داخل ہو رہے ہیں جس میں ترقی اسلام کے لئے جو مہم جاری کی گئی ہے وہ اپنے انتہائی نازک دور میں داخل ہو چکی ہے۔ ہمیں اور آنے والی نسل کو انتہائی قربانیاں دینی پڑیں گی تب ہمیں اللہ تعالیٰ وہ عظیم فتوحات عطا کرے گا جس کا اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے دلوں میں بھی اس احساس کو زندہ کریں اور زندہ رکھیں کہ عظیم فتوحات کے دروازے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھول رکھے ہیں اور ان دروازوں میں داخل ہونے کے لئے عظیم قربانیاں انہیں دینی پڑیں گی۔ ان سے ہم ایسے کام کرواتے رہیں کہ ان کو ہر آن اور ہر وقت یہ احساس رہے کہ غلبۂ اسلام کی جو مہم اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہے اس میں ہمارا بھی حصہ ہے، ہم نے بھی کچھ "کنٹری بیوٹ" (Contribute) کیا ہے، ہم نے بھی اس کے لئے کچھ قربانیاں دی ہیں، ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ویسے ہی امیدوار ہیں جیسا کہ ہمارے بڑے ہیں۔

اس کے لئے علاوہ اور تدابیر کے جو ذہن میں آتی رہیں یا جو پہلے سے ہماری جماعت میں جاری ہیں مَیں نے یہ تحریک کی تھی کہ ہمارے بچے وقفِ جدید کا مالی بوجھ اُٹھائیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کے سارے بچے اور وہ ماں باپ جن کا ان بچوں سے تعلق ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس بات کو اچھی طرح جاننے لگیں کہ جب تک بچے کو عملی تربیت نہیں دی جائے گی اللہ تعالیٰ کی فوج کا وہ سپاہی نہیں بن سکے گا۔ اگر وہ دین کے لئے ابھی سے اس قسم کی قربانیاں لیں تو یہ نسل اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح تربیت یافتہ ہو گی اور جب ان کے کندھوں پر جماعت کے کاموں کا بوجھ پڑے گا تو وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گے اور ان کو نبھانے کے لئے کوشاں رہیں گے۔"

(الفضل ۱۷ر نومبر ۱۹۶۷ء)

صحابۂ رسولِ اکرمؐ کی للّٰہیّت و فدائیّت

جاں نثاری و فدا کاری کے بعض ایمان افروز نمونے

(مکرّم مولانا غلام احمد صاحب فرّخ مربّی جماعتِ احمدیہ حیدر آباد)

مشہور حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کے مطابق ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ باجود مقصودِ عالم ہے اور حضور اکرمؐ ہی دائرۂ کمالاتِ انسانی کے مرکزی نقطہ ہیں۔ آپؐ کا مقام جملہ انبیاء علیہم السلام سے کہیں بلند اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپؐ جب مبعوث ہوئے تو آپؐ نے ایک مُردہ قوم میں زندگی کی رُوح پھونکی اور وہ زندہ جاوید ہوگئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایسی تربیت کی اور اس کا ایسا تزکیہ کیا کہ وہ دنیا کے لئے مربّی اور اقوامِ عالم کے لئے مزکّی بن گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :-

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝

(احزاب ع ۳)

یعنی ان مومنوں میں سے کچھ ایسے مردانِ خدا ہیں جنہوں نے اس وعدے کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا سچا کر دکھایا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیّت کو پُورا کر دیا اور خدا کی راہ میں شہید ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو جان دینے کو تیار بیٹھے ہیں اور اپنے ارادہ میں انہوں نے کوئی تزلزل نہیں آنے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی کا یہ اثر ہوا کہ محبّتِ الٰہی، اخلاص اور عشق و وفا کی رُوح اُن میں پیدا ہو گئی۔ بیعت کی حقیقت کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور اپنی جان تک کو خدا کے رستے میں فدا کر دیا اور فدائیت اور وفاداری کا وہ شاندار نمونہ دکھایا جس کی نظیر پہلے

کہیں نظر آتی ہے اور نہ اس کے بعد دکھائی دیتی ہے۔ مَیں اِس وقت چند مثالیں اس سلسلے میں پیش کرتا ہوں :۔

(۱) جنگِ اُحد میں جب کفار نے دَرّے سے اچانک حملہ کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف چند صحابہؓ رہ گئے باقی سراسیمگی کے عالم میں اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ اُس وقت شمشیر زن کفار کے علاوہ اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر بھی دشمن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تحاشا تیر برسا رہا تھا۔ حضرت طلحہؓ نے جو مہاجرین مکہ میں سے تھے یہ دیکھ کر کہ دشمن سب کے سب تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے آگے کر دیا۔ تیر کے بعد تیر حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانباز، وفادار اور فدائی صحابیؓ نے اپنے ہاتھ میں کوئی جنبش نہ آنے دی۔ تیر پر تیر پڑتے گئے حتّٰی کہ طلحہؓ کا ہاتھ شدید زخموں کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے بالکل بے کار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ رہ گیا جس سے وہ کام کاج کر سکتے تھے۔ اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے حضرت طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتا تھا اور کیا آپ کے مُنہ سے اُف تک نہ نکلتی تھی؟ طلحہؓ نے جواب دیا۔ ہر بار درد بھی ہوتا تھا اور اُف بھی مُنہ سے نکلا چاہتی تھی لیکن مَیں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہِل جائے اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر آ گرے۔

(۲) اُحد کی جنگ کا ہی واقعہ ہے کہ جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ کو مامور فرمایا کہ وہ میدانِ جنگ میں جائیں اور زخمیوں کی خبر لیں۔ وہ میدان میں تلاش کرتے کرتے ایک زخمی صحابی حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے اور آخری سانس لے رہے تھے۔ ابی بن کعبؓ نے اُن سے پوچھا کہ کیا کوئی پیغام ہے جو آپ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ مَیں منتظر ہی تھا کہ کوئی مسلمان اِدھر آئے تو مَیں پیغام دوں۔ اِس کے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ :۔

"میری طرف سے میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ مَیں تو مر رہا ہوں مگر اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تم میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اسے میرے بھائیو اور

رشتہ دارو! وہ خدا کا سچا رسول ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت میں اپنی جانیں دینے سے دریغ نہیں کرو گے اور میری وصیت کو یاد رکھو گے۔"

(موطا امام مالک)

اللہ اللہ!! کس شان کے لوگ تھے وہ۔ اور کتنا اخلاص اور کتنی للّٰہیت اور فدائیت اُن میں بھری ہوئی تھی۔ زخموں سے چُور چُور ہونے اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی اگر کوئی جذبہ اُن میں کارفرما تھا تو یہی کہ خدا کی عظیم الشان امانت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہونی چاہیئے۔

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے آغاز میں بعض غلام بھی آپ پر ایمان لائے تپتی ہوئی ریت پر انہیں لٹایا جاتا، پتھروں پر گھسیٹا جاتا یہاں تک کہ اُن کے جسم چھل جاتے اور وہ شدید زخمی ہو جاتے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد اُن کے زخم مندمل ہو جاتے تو کفار پھر دوبارہ اُن کو پتھروں پر گھسیٹتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ اُن کا آقا اُن کو گرم ریت پر پیٹھ کے بل لٹا کر جوتیوں سمیت اُن کے سینہ پر کودا کرتا اور کہتا کہو خدا تعالیٰ کے سوا اور بھی بہت سے خدا ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے اور اس وجہ سے عربی اچھی طرح نہیں بول سکتے تھے۔ جب کفار زیادہ ظلم کرتے اور اصرار کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے اسھد ان لا اِلٰہ اِلّا اللہ۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مؤذن مقرر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اسھد ان لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہتے تو نوجوان ہنس پڑتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بعض نوجوانوں کو ہنستے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"تم اس کی اذان پر ہنستے ہو مگر خدا تعالیٰ عرش پر اس کی اذان سُن کر خوش ہوتا ہے۔"

بلال رضی اللہ عنہ کا نہ باپ تھا نہ ماں تھی، نہ بھائی تھا نہ قبیلہ تھا اور نہ کوئی خیر خواہ تھا جو اُن کی مدد کرتا۔ کفار اُن کے سینہ پر ناچتے تھے، انہیں گلیوں میں گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہو خدا ایک نہیں بلکہ بہت سے معبود ہیں مگر وہ کہتے اسھد ان لا اِلٰہ اِلّا اللہ میں یہی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ کتنا بلند پایہ ایمان ہے جس کا نمونہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دکھایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اذان دینا

چھوڑ دیا تھا۔ ایک عرصۂ دراز کے بعد صحابہؓ نے اصرار کیا کہ اذان دو۔ آپؓ انکار کرتے رہے لیکن جب صحابہؓ نے زیادہ زور دیا تو آپ مان گئے اور آپؓ نے اذان دی۔ اذان کا دینا تھا کہ صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آگیا اور وہ اس طرح بلبلا بلبلا کر روئے جس طرح کوئی ماتم برپا ہو جاتا ہے اور ان کی گھگھی بندھ گئی۔ حضرت بلالؓ نے اذان ختم کی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور پھر اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔

(۴) جنگِ بدر سے قبل جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ لیا تو انصارِ مدینہ کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ نے حضورؐ کو جو جواب دیا وہ کتنا شاندار ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے، اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ، تو اور تیرا رب جاؤ اور دشمن سے لڑتے پھرو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے۔ یا رسول اللہ! جنگ تو ایک معمولی بات ہے سامنے سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیجئے کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے اور ذرا بھی چون و چرا نہیں کریں گے۔

یہ فدائیت اور اخلاص کا نمونہ ہے جس کی مثال کسی اور نبی کے متبعین میں ملنا محال ہے۔

(۵) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جنگیں کرنی پڑیں اُن میں صحابہ کرامؓ نے فدائیت، اخلاص اور وفاداری کا جو نمونہ دکھایا اس کی مثال کسی اور قوم میں کہاں مل سکتی ہے۔ بدر، اُحد، حنین، خیبر اور احزاب کی جنگیں اِس پر شاہد ہیں۔

(۶) جنگ احزاب میں مسلمان صرف سات سَو کی تعداد میں تھے اور کفار کا لشکر پندرہ ہزار کے قریب تھا۔ ولیم میور جیسا دشمنِ اسلام لکھتا ہے کہ حیرت آتی ہے کہ تھوڑے سے آدمی اتنے بڑے لشکر کو کس طرح روک رہے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ اصل میں اتنے بڑے لشکر کو اگر کسی نے روکا تو اُس دیوانہ وار محبّت نے جو صحابہؓ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ بارہا ایسا ہُوا کہ دشمن خندق پھاند کر آگے بڑھ آیا اور قریب تھا کہ وہ مدینہ کو تباہ کر دیتا مگر جب وہ ہزاروں کا لشکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف رُخ کرتا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ دیوانے ہو گئے ہیں۔ وہ آپ

کے خیمہ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپؐ کے گرد گرنا شروع کرتے اور اس بے جگری سے لڑتے کہ ہزاروں کے لشکر کو تتر بتر کر دیتے اور پھر ایک دفعہ نہیں بلکہ متواتر یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ پڑتی صحابہؓ پروانوں کی طرح قربان ہوتے نظر آتے۔

(۷) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ دھوکہ سے پکڑ کر مکہ لے گئے۔ جب اُن کو قتل کرنے لگے تو سارے لوگ اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے کہا ذرا مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے کہا اچھا پڑھ لو۔ جب انہوں نے نماز پڑھ لی تو کفار سے مخاطب ہو کر کہا:-

"میں نے لمبی نماز پڑھنی تھی مگر اس لئے جلدی جلدی پڑھ لی ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ پھر بلند آواز سے مستانہ وار یہ اشعار پڑھے ؎

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِماً
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

یعنی جبکہ میں مسلم ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ سر کٹ کر دائیں طرف گرتا ہے یا بائیں طرف گرتا ہے۔ اور یہ میرا قتل ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اگر وہ چاہے تو میرے وجود کے کٹے ہوئے ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائے گا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا آخری شعر کو ختم کرنا تھا کہ جلاد کی تلوار آپؓ کی گردن پر پڑی اور سر تن سے جدا ہو گیا۔ یہ بڑا ہی دلگداز منظر تھا۔ جو لوگ اس واقعہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے ان میں ایک حضرت سعیدؓ بن عامر بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جب کبھی ان کے سامنے خبیبؓ کے قتل کا ذکر ہوتا تو وہ بے ہوش ہو جاتے۔

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحابہ کرامؓ کے ساتھ نہایت درجہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضورؑ صحابہ کرامؓ کی شان میں عربی اشعار میں فرماتے ہیں ؎

اِنَّ الصَّحَابَۃَ کُلَّھُمْ کَذُکَاءٍ ÷ قَدْ نَوَّرُوْا وَجْہَ الْوَرٰی بِضِیَاءٍ

تَرَكُوا اَقَارِبَهُمْ وَحُبَّ عِيَالِهِمْ ⁂ جَاءُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَالْفُقَرَاءِ
ذُبِحُوْا وَمَا خَافُوا الْوَرٰى مِنْ صِدْقِهِمْ ⁂ بَلْ اٰثَرُوا الرَّحْمٰنَ عِنْدَ بَلَاءِ
تَحْتَ السُّيُوْفِ تَشَهَّدُوْا لِخُلُوْصِهِمْ ⁂ شَهِدُوْا بِصِدْقِ الْقَلْبِ فِي الْاَمْلَاءِ
حَضَرُوا الْمَوَاطِنَ كُلَّهَا مِنْ صِدْقِهِمْ ⁂ حَفَدُوْا لَهَا فِيْ حَسْرَةٍ رَجْلَاءِ
قَوْمٌ كِرَامٌ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ ⁂ كَانُوْا لِخَيْرِ الرُّسُلِ كَالْاَعْضَاءِ
اِنِّيْ اَرٰى صَحْبَ الرَّسُوْلِ جَمِيْعَهُمْ ⁂ عِنْدَ الْمَلِيْكِ بِعِزَّةٍ قَعْسَاءِ
يَا رَبِّ فَارْحَمْنَا بِصَحْبِ نَبِيِّنَا ⁂ وَاغْفِرْ وَاَنْتَ اللّٰهُ ذُوْ آلَاءِ

(سِرّ الخلافہ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ سورج کی طرح روشن تھے۔ انہوں نے دنیا کو اپنے نور سے منور کر دیا۔ انہوں نے اپنے صدق و صفا کی خاطر اپنے رشتہ داروں اور اپنے اہل و عیال تک کو ترک کر دیا اور رسول اللہؐ کی آواز پر درویشوں کی طرح بے گھر اور بے دَر ہو کر آپؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ وہ خدا کے رستہ میں برضا و رغبت ذبح کئے گئے اور انہوں نے سچائی کی خاطر دنیا کا ایک ذرّہ بھی خوف نہیں کیا بلکہ ہر امتحان اور ہر آزمائش کے وقت خدائے رحمٰن کے تعلق کو ترجیح دی۔ انہوں نے تلواروں کی جھنکار میں شہادت کے جام تلاش کئے اور ہر مجلس میں صداقت کی گواہی کے لئے بے خوف و خطر تیار رہے۔ وہ اپنے صدق و وفا کی بناء پر تمام جنگوں میں شامل ہوئے اور جنگل اور بیابانوں میں بھاگتے پھرے۔ وہ ایسی برگزیدہ جماعت تھی کہ ایمان و اخلاص کے لحاظ سے ہم ان میں کوئی فرق نہیں کر سکتے اور وہ اپنے عشق اور فنا فی الرسول کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء کے حکم میں تھے۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی بلند مقام پر فائز ہیں۔

بالآخر حضورؑ دعا فرماتے ہیں:۔

يَا رَبِّ فَارْحَمْنَا بِصَحْبِ نَبِيِّنَا ⁂ وَاغْفِرْ وَاَنْتَ اللّٰهُ ذُوْ آلَاءِ

یعنی اے ہمارے رب! صحابہ کرامؓ کے طفیل ہم پر رحم فرما اور ہماری مغفرت فرما کیونکہ انعام و اکرام کرنے والی تیری ہی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

برکاتِ خلافت

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب۔لاہور)

یاد ہے چھبیس سے سنہ آٹھ حزب المومنیں! ÷ وہ غروبِ شمس وقتِ صبح محشر آفریں!
دیکھنے پائے نہ جی بھر کر کہ رخصت ہو گیا ÷ مشعلِ ایماں جلا کر، نورِ دورِ آخریں!

(حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم مدظلہا العالی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں "حزب المومنین" کو مامور من اللہ کی وفات پر سلسلۂ خلافت کے قیام کی بشارت اِن الفاظ میں عطا کی ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورۃ النور آیت ۵۶)

ترجمہ:۔"اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔"

(از تفسیر صغیر)

پس مامور من اللہ کی وفات پر سلسلۂ خلافت کے قیام کی سب سے پہلی اور بڑی برکت از روئے قرآن مجید یہ ہے:۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط

"اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُسے اُن کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔"

چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ "الوصیت" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اِس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ..."

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے دَور میں سلسلۂ خلافت عظیم الشان اہمیت اور برکات کا حامل ہے کیونکہ یہی دَور خاص طور پر اِس عظیم الشان قرآنی پیشگوئی کے ظہور کے لئے مقدر تھا کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورۃ الصف) یعنی اس دَور میں اللہ تعالیٰ اسلام کو رُوئے زمین پر تمام مذاہب اور فلسفوں پر غالب کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کا مقصد رسالہ "الوصیّت" میں اِن الفاظ میں تحریر فرمایا ہے :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا

یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔"

اور اِس عظیم مقصد کو پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک دائمی سلسلۂ خلافت کی بشارت دی۔ چنانچہ حضورؑ اپنی قُربِ وفات کی خبر پر اپنی جماعت کے دلی صدمہ کو دُور کرنے کے لئے فرماتے ہیں :-

"تم میری اِس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔" (الوصیّت)

بالفاظِ دیگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر خلافتِ احمدیہ کو آئندہ تاقیامت غلبہ اسلام اور قرآنی پیشگوئی لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے دائمی ظہور کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کا خلیفۃ المسیح الاول کے منصب پر فائز ہونا حضورؑ کی پیشگوئی درباره قیامِ خلافت کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کے لئے خلافت کی پہلی برکت یہ ہے کہ خدا کے ماموُر کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے دَور میں مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص وعدہ پُورا ہوا اور مومنوں کے ایمان پھر سے مضبوط ہو کر، وہ پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے۔

چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے بیعتِ خلافتِ اُولیٰ کے بارہ میں مندرجہ ذیل اعلان شائع کرایا:-

"حضورؑ کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپؑ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعودؑ و باجازت حضرت اُمّ المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی...... والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین سلمہٗ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی...... بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ...... فی الفور حضرت حکیم الامّت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

(ضمیمہ الحکم مورخہ ۲۰ر مئی ۱۹۰۸ء)

خواجہ صاحب کا یہ اعلان شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع قیامِ خلافت پر ہوا۔ اور یہ اجماع حضورؑ کے "وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق" ہوا۔ پس حضورؑ کی پیشگوئی اپنی وفات کے بعد قیامِ خلافت کے بارہ میں حرف بحرف پوری ہوئی۔ فامنّا وربنا توفنا مع الابرار۔

۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یومِ وفات پر ایک اور واقعہ بھی ہوا تھا۔ وہ واقعہ بظاہر خاموشی کے ساتھ اور تنہائی میں ہوا تھا لیکن وہ محض ایک چھوٹا سا واقعہ نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ ایک بہت بڑا واقعہ تھا۔ اور یہ سچ ہے کہ آئندہ نسلیں قیامت تک اِس واقعہ سے ہمیشہ عظیم الشان سبق حاصل کرتی رہیں گی۔

یہ واقعہ اُس وقت ہوا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی اور حضورؑ کا جسدِ مبارک اُسی مکان میں رکھا تھا جہاں وفات سے قبل حضورؑ کا قیام رہا تھا۔ باہر مخالف جلوس نکال رہے اور حضورؑ کی وفات پر خوشی کے نعرے لگا رہے تھے اور مومنوں کی چھوٹی سی جماعت کے دل ڈوبے جا رہے تھے۔ اُس وقت خدا کی دی ہوئی توفیق سے ایک نوعمر، نوآموز، ناتجربہ کار انیس سالہ نوجوان ـــــ جس کو بعد میں اس کے مخالف طنز کے ساتھ "بچہ" کہتے تھے ـــــ ہاں سے

اِک جوانِ منچلا اُٹھا بعزمِ استوار | اشکبار آنکھیں لبوں پر عہدِ راسخ دلنشیں
شوکتِ الفاظ بھرّائی ہوئی آواز میں | کرب و غم میں بھی نمایاں عزم و ایمان و یقیں

مَیں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
مَیں تری تبلیغ پھیلا دونگا برُوئے زمیں

(حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم مدظلہا)

یہ "جوانِ منچلی" حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ تھے اور آپؓ کا یہ فعل آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی کا مصداق ثابت کرتا ہے جو حضورؑ نے رسالہ "الوصیت" میں اِن الفاظ میں فرمائی ہے:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریّت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو اُن دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرے ....."

یہ واقعہ جیسا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا سلسلۂ خلافت احمدیہ میں ظاہر ہونے والی نہایت عظیم الشان ترقیات و برکات کی بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ اِس اجمال کی کسی قدر تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔ اس جگہ اِس واقعہ کا ذکر ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔

آیتِ استخلاف میں ایک انتباہ بھی ہے:۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

اِس حصۂ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی حزبِ مومنین میں کوئی فتنۂ منافقت سر اٹھائے گا تو خلیفۂ وقت اُس وقت جماعتِ مومنین کو اس فتنہ سے بچائے گا اور فتنہ کھڑا کرنے والوں کو مناسب تنبیہہ کرے گا۔ گویا خلافت بیرونی مخالفین سے بھی جماعتِ مومنین کی حفاظت کرتی ہے اور اندرونی مخالفین سے بھی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ذریعہ خلافت کی یہ برکت بھی ظاہر ہوئی جبکہ آپؓ نے بعض ناقص الایمان اور منافقت کی راہ سے دُودھیا پڑنے والے افراد کی سازشوں کو بے نقاب فرمایا اور خلافتِ حقہ کے خلاف اُن کی ریشہ دوانیوں کو بھانپ کر انہیں تنبیہہ فرمائی:۔

"نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے نہ میری زندگی میں کوئی اَور بن سکتا ہے۔ مَیں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دیگا۔"

ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا:۔
"تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے
معاملہ کرے گا۔"

پھر فرمایا:۔
"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت کس کا حق ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود
ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے ......"

یعنی آپؓ نے سب سے پہلے حضرت **محمود** المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے الفاظ ــــ "تھوڑے دن صبر کرو" ــــ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے ماتحت ہیں جو حضور ؑ نے "الوصیت" میں فرمائی:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے
ایک شخص کو قائم کر دوں گا ..... سو اُن دنوں کے منتظر رہو"

غرض خلافت کی نہایت اہم برکت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ظاہر ہوئی جبکہ آپؓ نے مخالفینِ خلافتِ حقہ احمدیہ کو تنبیہہ فرمانے کے ساتھ اُن کی ناکامی و نامرادی کی پیشگوئی فرمادی اور اپنے اور آنے والے سچے خلیفہ کے متعلق اشارتاً جماعت کی راہنمائی فرمائی اور اُس آنے والے وجود کے ذریعہ خلافت کی عظیم الشان برکات کے ظہور کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات میں بیش از بیش بلندیاں عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصایا مندرجہ رسالہ "الوصیت" اور گزشتہ تمام پیشگوئیوں اور صحیفوں کے عین مطابق، حضرت مسیح موعودؑ کے فرزندِ ارجمند سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی کے منصب پر فائز ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے باون سالہ دورِ خلافت کا ہر لمحہ جماعت احمدیہ کے لئے عظیم الشان برکات کا حامل رہا۔ ان واقعات کی تفصیل بہت وقت چاہتی ہے۔ مختصراً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں ان برکات کی ایک جھلک درج ذیل ہے:۔

"وہ خدا جس نے قرآن شریف نازل کیا ہے، وہ خدا کہ جس نے اس دُنیا کے لئے ایک روحانی نظام بنایا ہے جس کے ماتحت یہ دُنیا ترقی کر رہی ہے، وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی معہودؑ کو بتایا تھا کہ وہ اُن کی ذریت سے ۱۸۸۶ء سے لیکر

نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقی کریگا اور دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دُنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہوگا، اُس کی بات پُوری ہوئی اور اس کا کلمہ ادیجار رہا۔ ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ میری کامیابی کے سامانوں کو ساتھ لاتا تھا، ہر روز جو غروب ہوتا تھا وہ میرے دشمنوں کے تنزل کے اسباب چھوڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دُنیا میں پھیلا دیا اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری رہنمائی کی اور بیسیوں موقعوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا یہاں تک کہ ایک دن اُس نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ مَیں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۶ء میں میری پیدائش سے تین سال پہلے دی تھی۔ اُس وقت سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اَور بھی زیادہ زور پکڑ گئی اور آج دُنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اُٹھاتا ہو اور اُس کا جواب خدا تعالیٰ مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جارہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دُنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دُنیا کے ذرائع ہم سے کروڑوں کروڑ گُنے زیادہ ہیں لیکن دُنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دُنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں یا انسانوں کی پُوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود اس کے کہ دُنیا کی حالت اِس وقت قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی، ایسی طرح کہ پھر اس کی جڑوں کو ہلانا انسان کے لئے ناممکن

ہو جائے گا۔ اِس شیطان کی برباد کردہ دُنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے۔ مَیں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا، ترقی کرے گا، پھیلے اور پھلے گا۔ اور وہ رُوحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں، جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنے مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی اور بے تاب ہو کر اِس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دَوڑیں گی۔ تب اِس دُنیا کے فساد دُور ہو جائیں گے، اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دُنیا میں قائم کر دی جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن)

اُوپر کی مختصر لیکن پُرشوکت عبارت اُن عظیم الشان برکات کی آئینہ دار ہے جو جماعتِ احمدیہ اور اہلِ دُنیا کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضؓ کے وجودِ باجود کے ذریعہ حاصل ہوئیں۔ اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اِن برکات کا سلسلہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ظاہری وفات پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ اللہ تعالےٰ کی حکمت و مشیّت کے ماتحت یہ سلسلۂ برکات، انشاء اللہ جاری رہے گا۔ چنانچہ اُوپر کی عبارت میں یہ پیشگوئی بھی ہے :۔

"تب اِس دُنیا کے فساد دُور ہو جائیں گے، اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی"۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی "الوصیّت" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریر فرمودہ نظامِ وصیّت ہی کی برکات کی مظہر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس نظامِ وصیّت کے ماتحت ہر مخلص احمدی کو تاکیداً فرماتے ہیں کہ وہ :۔

"یہ وصیّت کرے کہ جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصّہ اُس کے تمام ترکہ کا حسبِ ہدایت اِس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ احکامِ قرآن میں خرچ ہو گا . . . .

. . . خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اِس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اِس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور اِن اموال سے انجام پذیر ہوں گے . . . . . . اِن اموال میں سے اُن یتیموں اور

مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر موجوہ معاش نہیں رکھتے۔۔۔۔۔"

(رسالہ "الوصیت")

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس نظام وصیت پر مبنی ایک عظیم الشان نظامِ نَو کا نقشہ تمام دُنیا کے سامنے رکھا اور ثابت فرما دیا کہ یہی وہ ایک نظام ہے جس کے ذریعہ آئندہ دُنیا کے تمام دُکھوں اور دردوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں :۔

"یہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے ۔۔۔۔ یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، انگلستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ۔۔۔۔۔ اُس وقت میرا قائم مقام ۔۔۔۔۔ کہے گا کہ نیا نظام "الوصیت" میں موجود ہے۔ اگر دُنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ "الوصیت" کے پیش کردہ نظام کو دُنیا میں جاری کیا جائے۔" (تقریر "نظامِ نَو")

آپؓ نے اِس "نظامِ نَو" کا نقشہ ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

"اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پُورا کیا جائیگا اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا، بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی، بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا اور نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دُنیا پر وسیع ہوگا۔" (تقریر "نظامِ نَو")

غرض دُنیا کے آئندہ نظام کی نشان دہی خلافتِ حقّہ احمدیہ کے ذریعہ ہوئی۔ اور یہ خلافتِ احمدیہ کی وہ عظیم الشان برکت ہے جس سے تمام آئندہ نسلیں ہمیشہ فائدہ اٹھائیں گی، انشاء اللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالآخر الٰہی تقدیر کے ماتحت اپنے "نفسی نقطۂ آسمان" کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے "حزب المومنین" کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجودِ باجود میں نیا امام اور رہنما عطا کیا ہے متّعنا اللہ بطول حیاتہٖ (آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں یورپین ممالک کا سفر اختیار فرمایا اور الٰہی منشاء کے ماتحت ایک عظیم انذاری کلام مسیحی اور مغربی اقوام کو سنایا۔ اس انذاری کلام میں اسلام کی عظیم الشان ترقیات و غلبہ کی بشارت بھی موجود ہے۔ آپ نے وانڈز ورتھ ہال لنڈن میں اپنی تاریخی تقریر کے دوران فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری عالمگیر جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی .... آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آرہے گا۔"

نیز فرمایا:-

"تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء، اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔"

پھر فرمایا:-

"یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی صبحِ صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، گو ابھی دھندلے ہیں لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا اور دنیا کو منوّر کرے گا۔ لیکن پہلے اس سے یہ واقع ہونا ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے۔ ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی .... اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہ سکے گا۔"

آپ نے عیسائی اور مغربی اقوام کو دعوتِ اسلام اِن الفاظ میں دی:-

"پس اپنے پر اور اپنی نسلوں پر رحم کریں اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور صداقت کو قبول کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا کرے۔"

پس خلافتِ ثالثہ کے ذریعہ ایک عظیم الشان برکت کا ظہور اس رنگ میں ہُوا کہ مغربی اقوام کو بالخصوص اور تمام دُنیا کو بالعموم، عین وقت پر آنے والی تباہیوں اور دجالی طاقتوں کے عبرتناک انجام سے متنبہ کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی از سرِ نو اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بشارت بھی سُنا دی گئی یہ امر یقیناً قرآن مجید کی پیشگوئی لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کی عملی تفسیر ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ○

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

وفاداری اور صدق کا نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھلایا جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی ...... یہی صدق اور وفا تھی جس نے اُن کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح مَیں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق اطاعت کا ایک خاص جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔" (الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء)

خلافتِ ثالثہ کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں

(مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم۔اے ربوہ)

یہ موضوع مختصر بھی ہے اور وسیع بھی۔ مختصراً تو اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہوگا کہ خلافتِ ثالثہ قدرتِ ثانیہ کا تیسرا ظہور ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتِ بابرکات اور حضور کا عہدِ سعادت مہد ان تمام فیوض و برکات اور انعامات کا وارث و حامل اور مورد ہے جو خلافتِ راشدہ متصلہ بعد از نبوت کا طغرہ امتیاز ہوا کرتے ہیں۔ یہ برکات، و فیوض اور انعامات دراصل بجائے خود ایک نشان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس بات پر دلیل ہوا کرتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ علیٰ منہاج النبوت کے ذریعے نبی کا کام یعنی تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کا کام اللہ تعالیٰ کے زندہ ہاتھ سے اور اس کے فیصلے کے مطابق اس کے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعے انجام پا رہا ہے۔ چنانچہ انسان کامل سرور کونین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق کامل اور آپؐ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے خلیفہ ثالث اور جانشین کی حیثیت سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان تمام انعامات اور برکات سے نوازے گئے ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیتِ استخلاف میں فرمایا ہے۔ سورۂ نور کے اس سارے رکوع میں جس میں یہ آیت وارد ہوئی ہے خلافت ہی کی برکات اور جماعت کی ذمہ داریوں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے والوں اور ادا نہ کرنے والوں کا ذکر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی بہت وسیع ہے۔ اس لئے اختصار کے پیشِ نظر کچھ امور اشارتاً بیان کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

یہ بات تشریح کی محتاج نہیں کہ خلافتِ راشدہ انعام ہے جو مومنین کو اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی توفیق سے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے معیار پر پورا اُترنے کے بعد دیا جاتا ہے۔ چنانچہ قدرتِ ثانیہ کا ہر ظہور جہاں بجائے خود مجسم برکت اور سراپا خیر ہوا کرتا ہے وہاں ایک خوشخبری وہ یہ بھی اپنے ساتھ لاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت کو اپنے فضل اور رحمت اور ستاری کی چادر میں ڈھانپ لیا ہے اور انہیں اس عظیم انعام کا مستحق

قرار دے کر اس آسمانی نعمت سے انہیں نواز دیا ہے۔ چنانچہ آٹھ نومبر ۱۹۶۵ء کی رات جب سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے عظیم زلزلے سے ہر چھوٹا بڑا، ہر بچہ اور بوڑھا لرزہ براندام تھا خلافتِ ثالثہ نویدِ جانفزا بن کر آسمان سے اُتری اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی وہ جاں بخش خوشبو ساتھ لائی جس سے دل و دماغ معطّر ہو گئے۔ خوف امن سے بدل گیا اور دین کو ایک بار پھر تمکنت حاصل ہوئی۔ اور ہم لوگوں نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ہاتھ کس طرح دلوں کو ڈھارس دیتا اور گرتے ہوؤں کو سنبھال لیتا ہے۔

پس خلافتِ ثالثہ بجائے خود سراپا برکت ہے جس کے قیام کے بعد آسمان سے برکات و فیوض کی ایک مسلسل بارش ہے جو ہو رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں الٰہی تصرّف سے یکے بعد دیگرے ایسی ایسی تحاریک پیدا ہوئیں جو عین بر وقت اور ہماری اور زمانے کی ضرورت کے مطابق ثابت ہوئیں ان کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلے بیعت کے وقت ہم نے حضور کے دستِ مبارک پر اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کیا کہ بدظنّی اور غیبت نہیں کریں گے۔ اس کے بعد حضور نے تعلیم القرآن کی انقلاب آفریں تحریک فرمائی اور فرمایا کہ آئندہ تیس سال کے عرصے میں ایک محیّر العقول انقلاب رُونما ہونے والا ہے۔ تو ہمیں لاکھوں کی تعداد میں مبلغین، مدرسین اور مبشرین کا مطالبہ کریں گی۔ چنانچہ اُس وقت کے متعلق خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"قرآن کریم کی کامیاب اشاعت اور اسلام کے غلبے کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی کریمؐ کی وحی اور ارشادات میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جو خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں اُن کے پُورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۵ اگست ۱۹۶۶ء)

پھر بیت اللہ کے تیئیس مقاصد بیان فرماتے ہوئے فرمایا :-

"اپنی جانوں کی فکر کرو اور اُن ذمہ داریوں کو نباہنے کے لئے تیار ہو جاؤ جو ایک الٰہی منشاء کے مطابق ایک سکیم کے ماتحت مَیں آپ پر ڈالنے والا ہوں۔"

پھر اسی سلسلے میں وقفِ عارضی کی تحریک فرمائی جس کے گُلِ صد برگ کی طرح کئی روح پرور پہلو ہیں۔ یہ تحریک انفرادی اور جماعتی لحاظ سے تعلیمی، تربیتی اور بے شمار رُوحانی فوائد کی حامل ہے اور اسی کی وجہ سے جماعت کے ہر طبقے میں زندگی کی ایک نئی روح دَوڑ گئی ہے جس نے بڑھتی ہوئی جماعت کی تربیت و اصلاح کے سلسلے میں ایک معجزانہ اثر دکھایا ہے۔

پھر فضل عمر فاؤنڈیشن کی عظیم الشان تحریک ہے جس سے ایک شکور اور ممنون جماعت کے ہاتھوں اپنے عظیم محسن کے نام پر ایک نئے مالی اور علمی دور کا آغاز ہوا ہے۔

پھر ذکرِ الٰہی تسبیح و تحمید، درود، استغفار کی تحریک ہے جس کی خوشبو میں آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا دل و دماغ بسا ہوا ہے اور جماعت میں عبادت کا خاص شغف پیدا ہو رہا ہے۔

اسی طرح اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ سے متعلق وقفِ جدید کی تحریک ہے۔ جو بے حد دُور رس نتائج کی حامل ہے اور انشاء اللہ اسلام اور احمدیت کے لئے ایک درخشاں مستقبل کی ضامن ہے۔ اسی طرح مجلسِ موصیان کا قیام ہے۔ پھر اپنے بھُوکے بھائیوں اور بہنوں کی خبرگیری سے متعلق ارشاد ہے۔ پھر حضور کے قبولیتِ دعا کے نشانات ہیں۔ حضور کے دل میں ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں، ہمارے بچوں اور ہمارے بزرگوں کی دینی و دنیوی فلاح کے لئے جو تڑپ ہے اُس کا تھوڑا سا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضور کو دن رات قریب سے دیکھنے کا موقع دیا ہے۔ پھر حضور کا جاری فرمودہ علمی تقاریر کا سلسلہ ہے۔

غرض کس کس امر کا ذکر کیا جائے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے عرض کیا ہے خلافت بجائے خود ایک مجسّم برکت بن کر آتی ہے۔ لہٰذا ہمارا بھی فرض ہے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ کے پیشِ نظر ہم بھی اس عظیم انعام کے بعد اللہ تعالیٰ کے سچے عبد بن جائیں، اُسی کو معبود گردانیں اور کسی چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہمارے اِس فرض کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اپنے قول اور فعل سے بار بار ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ ہمارا فرض ہے اور یہ عاجز سب سے پہلے اپنے آپ کو اس میں شامل کر کے عرض کرتا ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہمارے دل شکر اور حمد کے جذبات سے لبریز ہو جائیں اور ہماری رُوحیں اُس کے آستانے پر جھُک جائیں اور ہم اپنے ایمانوں اور اعمال کو اپنی کوشش اور ہمت کا نتیجہ نہ گردانیں، اپنی کسی خوبی یا بڑائی کو بڑائی نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دین اور بخشش جانیں۔ عاجزی، فروتنی اور نیستی کی چادر پہن لیں۔ اور کبر و غرور، خود پسندی اور پندار کا جامہ تار تار کر دیں۔ عقل اور فراست، علم و فن، دھن اور دولت، نسل اور رنگ، قبیلہ اور قوم، ذاتی اقتدار اور عزت کے تمام بُت پاش پاش کر دیں۔ ایک ہی معبود ہو جس کے عبد ہم ہوں اور ایک ہی الٰہ ہو جس کی پرستش ہم کریں۔ کامیابی یا ناکامیابی کا کوئی جھوٹا معبود ہمیں سچی توحید کے مقام سے نہ گرا سکے۔ اور بڑی سے بڑی نیکی اور عبادت اور قربانی اور خوبی ہمیں خود ستائی اور کبر کے

گند سے ملوث نہ کر سکے ۔ ہر ناکامیابی اور ابتلا کے وقت صبر اور استقامت کا نمونہ دکھائیں اور ہر کامیابی کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھیں ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سفرِ یورپ کے موقع پہ اور اس کے علاوہ بھی بار بار یہ نظارہ دیکھنے میں آیا اور یہ عاجز اس کا عینی شاہد ہے کہ حضور ہر فتح کے موقع پہ انتہائی تشکّر اور فروتنی کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاتے ہیں ۔ یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دلآویز شخصیت کا یہ پہلو ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے ۔ اگر ہم صدقِ دل سے حضور کی اس محبوب اور حسین صفت کے رنگ میں رنگین ہو جائیں تو نمود و نمائش، خود ستائی اور خود پسندی، بدظنی اور غیبت اور باہمی گلے شکووں اور جھگڑوں کے لات و منات آنِ واحد میں ٹوٹ کر خاک میں مل سکتے ہیں ۔ ضرورت ہے کہ ہم ہر دم اس الٰہی انذار سے ڈرتے رہیں مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اور کسی مقام پر بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھیں اور بیم و رجا کے درمیان اپنے شب و روز گزاریں اور اپنا محاسبہ کرتے رہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی سُستی یا غفلت یا ضد اور تعصب کے باعث حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے چھوٹے سے چھوٹے ارشاد یا خواہش کو حضور کے حسبِ منشاء کماحقہٗ، پورا نہ کر سکیں اور اس طرح خدانخواستہ کفر اور انکار کے مرتکب ہو جائیں ۔

اور اگر ہم لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کے مصداق بننا چاہتے ہیں تو ضروری ہوگا کہ ہم اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا ارشاد اس کی پوری جزئیات اور تفاصیل کے ساتھ پورا کر دکھائیں ۔ یہ کم سے کم حق ہے جو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس انعام کے بعد ہم ادا کر سکیں ۔ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کے دو پہلو ہیں ۔ اوّلاً تو یہ انعام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بدولت اور حضور ہی کے قائم کردہ مقاصد اور مشن کی تکمیل کے لئے ملا ہے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اُسوۂ حسنہ، حضور ہی کی سُنّت اور حضور ہی کی لائی ہوئی کتاب اور شریعت کے قیام کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے نظامِ خلافتِ راشدہ قائم فرمایا ہے ۔ ثانیاً خلیفۂ وقت کی اطاعت بھی اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا حصّہ ہے ۔ ہر جانی اور مالی قربانی کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل اور ظلِّ کامل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے خلیفۂ برحق حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اطاعت کا جُوا ہمیشہ کے لئے اپنی اور اپنی نسلوں کی گردنوں میں ڈال لیں حتّٰی کہ اِس اطاعت کے راستے میں کوئی روک، کوئی

بیرونی کشش، کوئی خوف، کوئی خواہش حائل نہ ہو سکے۔ اور جیسا کہ آیت استخلاف سے اگلی آیت میں ذکر آتا ہے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی اٹل تقدیر اور اس کے ارادوں اور اس کی مشیّت کے راستے میں کوئی طاقت یا جتھہ یا گروہ حائل نہیں ہو سکتا۔ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ وہ پانچواں لڑکا جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اور جس کی خوشخبری اور بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو دی تھی، آج اسی کے فیصلوں کے مطابق تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہے جس کے حسن و احسان اور شانِ محبوبی پر اپنے تو اپنے غیر بھی فدا ہوتے نظر آتے ہیں۔ اِس جگہ مَیں اجازت چاہتا ہوں کہ مکرم مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کی شہادت احباب کی خدمت میں پڑھ کر سناؤں۔ آپ "نورپور میں ایک رُوح پرور نظارہ" کے زیرِ عنوان اپنے قلبی تاثرات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"ایک عزیز کی تحریک پر جو جماعتِ احمدیہ ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں مَیں نے جماعت احمدیہ ربوہ کے امام کی ملاقات سے مستفید ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ایک دن چل پڑا۔ نورپور مری کے مضافات میں ایک جگہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب وہاں کے ریسٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔ چنانچہ ہم راستہ دریافت کرتے کرتے سیدھے وہاں پہنچے۔ جب حضرت صاحب کو علم ہوا تو وہ اپنی قیام گاہ سے نکل آئے۔ مَیں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میرا احساس یہ ہوا ان کے نورانی چہرے کو دیکھ کر، کہ گویا افق سے روحانیت کا چاند طلوع ہوا ہے۔ اور اسی وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ میں جماعت احمدیہ ربوہ کے دوستوں کو مبارکباد دوں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا بلند پایہ امام دیا ہے۔ چنانچہ اِس مقصد کو پُورا کرنے کے لئے مجھے اِس سے بہتر ذریعہ نہیں نظر آیا کہ الفضل کے کالموں کا رہین منت ہو جاؤں اِس لئے یہ چند سطور بغرض اشاعت لکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیت کا درخت ابھی پھل دے رہا ہے اور ایسی ہستیاں پیدا کرتا ہے جن کو ایک نظر دیکھ کر ہی انسان کا دل نورِ ایمان سے پُر ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد سے بہت توقعات وابستہ کی ہیں کہ سلسلہ کے فروغ و ترقی میں ان کو بہت دخل ہو گا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب یقیناً ان توقعات کو پورا کرنے والے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے عہدِ خلافت میں احمدیہ تحریک کو بہت عروج حاصل ہو گا۔

موجودہ دَور کے انسان کو ایک زندہ خدا کی تلاش ہے اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے محض چہرے پر ایک نظر ڈالنے سے انسان محسوس کرتا ہے کہ زندہ خدا موجود ہے۔

اِن چند سطور کے پیچھے میرا جذبہ یہ ہے کہ مَیں جماعت احمدیہ کو مبارکباد دوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کو ایسا لیڈر عطا کیا ہے جس کی شخصیت ہر قسم کے تصنع سے بالاتر ہے۔ مَیں نے بہت سے مذہبی پیشوا دیکھے ہیں جو ہفتے کے سات دنوں میں سے چھ دن اپنے جُبّہ و دستار اور رِیش کے میک اَپ پر صرف کرتے ہیں۔ یہاں مَیں نے اس کے اُلٹ سادگی دیکھی جو حقیقی روحانیت کی روح ہے۔ بناوٹ اور میک اَپ کہیں کوسوں بھی ان کے نزدیک نہیں گئی اور اس لئے ان کو محض دیکھنا ہی انسان کے اندر نورِ ایمان پیدا کرتا ہے۔ حضرت صاحب نے مجھے بتایا کہ یورپ کے دَورے میں لوگوں نے ان سے کیا کیا سوالات کئے اور انہوں نے کیا کیا جوابات دیئے۔ لیکن مَیں کہتا ہوں کہ اُن کے دَورے کی کامیابی کا راز اُن کی اپنی شخصیت میں تھا۔ یورپ کے لوگ بڑے قیافہ شناس بھی ہیں۔ جس چہرے پر اتنی طمانیت برس رہی ہو اور اس قدر تقدس ہو جو مَیں نے حضرت صاحب کے چہرے پر دیکھا اس سے زیادہ مؤثر تبلیغ یورپ میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" (الفضل ۱۱ر جولائی ۱۹۶۸ء)

ہمارا یہ بلند پایہ امام، زندہ خدا کا زندہ نشان، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے درمیان موجود ہے اور قرائن بتا رہے ہیں کہ عنقریب وہ وعدے پورے ہونے والے ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں "موعود نافلہ" کے بارہ میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے اور ہماری خامیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اس کی ستّاری اور عفو کے طفیل ہم نے "موعود نافلہ" یعنی اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا زمانہ پایا اور پہچاننے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب اس کے بعد ہمارا اَور کیا فرض رہ جاتا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اِس نافلہ اور فرزند موعود کی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دیں اور اس کی درازیٔ عمر اور صحت و سلامتی کے لئے دن رات خلوصِ قلب سے دُعائیں کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسا شفیق اور ودود خلیفہ دیا ہے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اپنے باہمی جھگڑوں اور مسائل کے بوجھ اس پر نہ ڈالیں اور حضور کے بوجھ کو

ہلکا کرنے والے غلام اور خادم بنیں۔ یہ مفت کا سودا ہے، لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے والی بات ہے۔ آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے، اب اس فیصلے کا زمین پر اجراء ہونے والا ہے۔ خدا کرے کہ ہم سچے عاشقوں کا نمونہ قائم کرنے والے ہوں اور اس کی دی ہوئی توفیق سے مجھ جیسے کمزوروں اور نادانوں سے بھی ایسے اعمال اور کام سرانجام پائیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے اور اس کی ستاری اور خوشنودی ہمارا احاطہ کرلے اور آخرت کے روز ہمارا حشر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین +

صحابہ کرامؓ کا معیارِ اطاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصولِ سیاست سے بھی خوب واقف تھے ..... مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام آراء اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کا اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپؐ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتبِ عالیہ کو نہ پاتے۔"

(الحکم ۵ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

کارگاہِ مشیّت

(مکرم جناب نسیم سیفی صاحب ربوہ)

مجھ کو سیاہئ شبِ غم کیوں نہ ہو پسند
مَیں ڈالتا ہوں انجمِ افلاک پر کمند

کل تک جو تھے ہر ایک کی راحت کے پاسباں
پہنچی ہے آج ان کو ہر اک سمت سے گزند

ہو انتہائے شوق اگر عشقِ مصطفٰے
اُمّت کا آج بھی ہو ہر اک فرد سربلند

مومن کی زندگی ہے مشیّت کی کارگہ
کافر تباہ حال بہ سعیٔ ہزار چند

اُن سے تری جبیں کو ملا فخرِ بندگی
رحمت سے جن کی ہو گئے کونین بہرہ مند

غم اپنے غم کا ہے نہ خوشی کی خوشی مجھے
مجھ کو غمِ جہاں نے کیا ہے الم پسند

ہر آن ہر گھڑی یہ تقاضا ہے وقت کا
اے بے خبر بہ خدمتِ فرقاں کمر بہ بند

زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اقتصادی مشکلات کا حل اسلام کی رُو سے

(مکرم جناب خالد سیف اللہ صاحب بی۔ ایس سی انجنیئرنگ۔ لائلپور)

(قسط سوم)

اسلام چند ہاتھوں میں دولت کے اجتماع کو کس طرح روکتا ہے

تمام اقتصادی مشکلات کا موجب دولت کا چند ہاتھوں میں اجتماع ہے۔ اسی سے سرمایہ داری پیدا ہوتی ہے جس کا ردِ عمل اشتراکیت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ دولت کی تقسیم غیر متوازن ہونے سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسلام نے متعدد احکام ایسے جاری کئے ہیں جو اس بیماری کی جڑ کاٹ دیتے ہیں:۔

۱۔ **سُود کی ممانعت**۔ اسلام نے سُود پر روپیہ لینے اور دینے سے منع کر دیا ہے اور اس طرح تجارت کو ذاتی سرمایہ کی حد تک محدود کر دیا ہے۔ دُنیا کے اکثر مالداروں کی دولت سُود ہی کی وجہ سے ہے۔ بنکنگ اور انشورنس کے کاروبار نے سُودی کاروبار اور سرمایہ کے اجتماع کو بے انتہا وسعتیں عطا کر دی ہیں۔ اس سے اقتصادی غلامی کی داغ بیل پڑتی ہے جس سے سیاسی غلامی کی بنیاد پڑتی ہے۔

سُود میں راس المال پر اضافہ، پھر مدّت کے لحاظ سے اضافہ کی تعیین اور کاروبار میں پہلے سے اضافہ کی شرط لگا دینا اکثر اوقات قرضدار پر ظلم کے مترادف ہوتا ہے۔ چونکہ سارا کاروبار آجکل سُود پر مبنی ہے اس لئے اضافہ قطعی اور یقینی ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا میں کساد بازاری کے دَورے آتے رہتے ہیں اور چیزوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے جس سے غرباء مزید ظلم اور تنگدستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ طاقت سے بڑھ کر لوگ بے جا ضروریات پر خرچ کر ڈالتے ہیں اور کاروبار کو بڑھا لیتے ہیں۔ جنگوں کے موقع پر سُود پر روپیہ حاصل کر کے جنگوں کو طوالت حاصل ہوتی ہے اور غریب قومیں سُود کے بوجھ کے نیچے دب کر امیر قوموں کی اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے دستِ نگر ہو جاتی ہیں۔ سُود در سُود

کی وجہ سے اضافے پر پھر اضافہ ہو جاتا ہے۔

سُودی کاروبار میں قرض دینے والا اپنا ضرورت سے زائد مال دے کر بلا کسی تکلیف اور محنت کے دوسروں کی کمائی میں شریک ہو جاتا ہے اور شریک بھی ایسا جو صرف منافع کا مالک ہوتا ہے اور کاروبار میں نقصان سے بے نیاز ہوتا ہے۔

اسلام نے اس ظلم اور ناانصافی اور اجتماعِ دولت کے سب سے بڑے موجب کو یکسر موقوف کر دیا ہے تاکہ دنیا کی دولت پر کوئی ایک طبقہ قابض نہ ہو جائے اور تمام مال جس کی حیثیت معاشرے کے جسم میں خون کی سی ہے۔ جسم میں گردش کرتا رہے اور تمام اعضاء اس سے خوراک حاصل کر کے زندہ رہ سکیں۔ خون کا جسم کے کسی ایک حصے میں اجتماع بھی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کسی حصہ میں خون کی گردش کا رُک جانا۔

۲۔ **اسلام نے سامان کو روک رکھنے کی ممانعت کر دی ہے**۔ احتکار (ذخیرہ اندوزی) یعنی کسی بھی شے کو جو عوام کے کام آنے والی ہو اس لئے روک رکھنا کہ قیمت بڑھ جائے گی تو فروخت کریں گے اسلام کی رُو سے ناجائز ہے۔

۳۔ اسلام نے مال کی قیمت مصنوعی طور پر گرانے کی بھی ممانعت کر دی ہے تاکہ طاقتور تاجر چھوٹے تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر کے ان کا دیوالہ نہ نکال دیں۔

۴۔ **زکوٰۃ کی ادائیگی**۔ زکوٰۃ کے حکم سے اسلام نے دولت کو جمع رکھنے کے جذبہ پر کاری ضرب لگائی ہے۔ زکوٰۃ کی حیثیت انکم ٹیکس کی نہیں جو آمد پر لگتا ہے بلکہ کیپیٹل ٹیکس (Capital Tax) کی ہے یعنی جمع شدہ مال پر ٹیکس۔ اِس حکم سے امراء مجبور ہوں گے کہ وہ اپنی دولت کو بجائے جمع رکھنے کے اُسے گردش میں رکھیں اور اِس طرح تمام معاشرہ بشمول غرباء اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ زکوٰۃ غرباء اور مساکین کی بہبود پر خرچ ہوتی ہے اور حکومت مسلمانوں سے جبراً بھی اسے وصول کر سکتی ہے جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

۵۔ **خمس کی ادائیگی**۔ کانوں وغیرہ سے جو آمدنی ہو اُس کا پانچواں حصہ اسلامی حکومت غرباء کے لئے حاصل کرے گی۔

۶۔ **ورثہ کی تقسیم**۔ جو جائیداد بچ رہے اس کی تقسیم در تقسیم سے امراء کا طبقہ بتدریج ختم ہو کر متوسط طبقے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

۷۔ حکومت کا روپیہ امراء کو طاقت دینے کے لئے خرچ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (سورہ حشر ع ۱) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ارد گرد کی فتوحات کے ذریعہ جو روپیہ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اس کے رسول کے لئے ہے اور قرابت والوں کے لئے ہے اور یتامیٰ اور مساکین کے لئے ہے اور اُن مسافروں کے لئے ہے جو علوم پھیلانے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے دُنیا کے مختلف ممالک میں پھر رہے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے یہ احکام تمہیں اس لئے دیئے ہیں تاکہ یہ روپیہ پھر امیروں کے پاس نہ چلا جائے اور انہی کے حلقہ میں چکر نہ کھانے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق حکومت کا روپیہ امراء کو مزید امیر کرنے کے لئے خرچ نہیں ہو سکتا۔

۸۔ اسلامی حکومت فلاحی مملکت ہوتی ہے۔ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ہر شخص کے لئے روٹی کپڑے کا انتظام کرے اور ہر فردِ بشر کی ضرورت کو پُورا کرے۔ اسے سوشل سیکورٹی کی سکیم کہہ لیجئے یا امدادِ باہمی کی بنیاد پر انشورنس۔ بہر حال یہ وہ فلاحی مملکت (Welfare State) ہے جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی جنّت سماوی نہیں بلکہ ارضی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورہ بقرہ ع ۴)۔ اس جنّتِ ارضی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○ (سورہ طٰہٰ ع ۷) یعنی اے آدم ہم نے تمہارے جنّت میں رکھے جانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تم اس میں بھُوکے نہیں رہو گے، تم اس میں ننگے نہیں رہو گے، تم اس میں پیاسے نہیں رہو گے اور تم اس میں رہنے کی وجہ سے دھوپ میں نہیں پھرو گے۔

اس آیت کی رُو سے جو تمدن اسلامی حکومت قائم کرتی ہے اس میں ہر شخص کی غذا، پوشاک، مکان اور دیگر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کی ذمہ داری حکومت اور

سوسائٹی پر ڈالی گئی ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَاِلَیَّ وَعَلَیَّ (مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ) یعنی میں ہر مومن کے اُسکی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جو شخص کوئی مال چھوڑ جائے تو اس کے اہل و عیال کے لئے ہے اور اگر وہ قرضہ یا بے سہارا اولاد چھوڑ جائے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد پر خلافت راشدہ کے دَوران عمل ہوتا رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مردم شماری کی ہوئی تھی اور ہر شخص کے لئے روٹی کپڑے اور راشن کا انتظام کیا ہوا تھا۔

اسلام کے اقتصادی نظام کا خاکہ

اسلام کے اقتصادی نظام کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام دولت جمع کرنے کے خلاف وعظ و نصیحت فرماتا ہے۔ دولت حد سے زیادہ جمع کرنے کے محرکات کو روکتا ہے، جمع شدہ دولت جلد از جلد کم کرتا اور تقسیم کرتا ہے، دولت کو گردش میں رکھتا ہے اور زائد از ضرورت دولت کو عوام الناس کی بہبود کی سکیموں پر خرچ کرنے کے انتظامات فرماتا ہے۔ اِس طرح ایک مخصوص طبقہ کے پاس دولت جمع نہیں رہنے دیتا۔ حکومت اور عوام کو غریبوں اور کمزوروں کی ضروریاتِ زندگی پورا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یہ نظام طبعی اور فطرتی قوانین کے مطابق ہے۔ انسان کو اپنی دولت پر اختیار رہونے کی وجہ سے اُخروی زندگی کے لئے سامان بہم پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔ سادہ اور نافع الناس زندگی کی عادت ڈالتا ہے۔ جبر کا اِس میں دخل نہیں۔ انفرادی قابلیت کو کچلا نہیں جاتا اور نہ ہی انفرادی ترقی کی راہوں کو مسدود کیا جاتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود تمام شہریوں کی بنیادی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لئے حکومت کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ باہم طبقات اور گروہوں میں انسانی ہمدردی کو بروئے کار لانے کی وجہ سے باہمی الفت و احترام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اس سے دشمنیوں کی داغ بیل نہیں پڑتی جو سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کا خاصہ ہے۔

ایسے نظام پر مبنی حکومت میں وصیت کا نظام جاری ہوگا جو ایک طرف اخلاقی اور رُوحانی

پہلو سے تقویٰ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ماحول پیدا کرے گا اور دوسری طرف اپنی جائیداد دولت، مالوں اور آمدنی کا دسواں حصہ اشاعتِ اسلام اور غرباء کے حقوق ادا کرنے میں خرچ ہوگا۔ ایسی حکومت میں سُود لینا اور دینا منع ہوگا۔ سارے بنک سرکاری بیت المال کا حصہ ہوں گے۔ اگر پرائیویٹ بھی ہوں گے تو امدادِ باہمی کے اسلامی اصولوں پر مبنی ہوں گے اور بنکوں سے کاروبار کرنے والا ہر شخص بنکوں میں حصہ دار ہوگا۔ بنک بجائے سُود پر روپیہ دینے کے کاروبار میں حصہ دار ہوں گے اور نفع نقصان کے ساجھی ہوں گے۔ دھوکہ، فریب دہی اور اس نظام کو عملاً ناکارہ کرنے والوں کے خلاف سختی سے محاسبہ ہوگا۔ کوئی شخص محض سُود کی وجہ سے اپنی وسعت وطاقت سے بڑھ کر کاروبار نہیں کر سکے گا۔ زکوٰۃ کے نظام کو فعّال بنایا جائے گا جو حکومت زیر دستی وصول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔ جو روپیہ گردش میں رہے گویا بیت المال میں جمع رہے گا اس پر زکوٰۃ معاف ہوگی جس کی وجہ سے شہری اپنے پاس روپیہ جمع نہیں رکھیں گے، ناجائز کمائی اور اسراف کی راہیں مسدود کر دی جائیں گی۔

زکوٰۃ، خمس، وصیّت اور صدقات کے اموال میں سے ہر فرد کی بنیادی ضروریاتِ زندگی پُورا کرنے کے لئے سکیمیں جاری کی جائیں گی اور ہر شخص کے لئے کاروبار، ملازمت، الاؤنس بے روزگاری و بڑھاپا، روٹی، کپڑے، رہائش، تعلیم اور صحت کا انتظام کیا جائے گا۔ غرباء اور مساکین کے لئے قرضہ حسنہ کا انتظام ہوگا۔ چونکہ دولت کی تقسیم در تقسیم کرنے اور اُسے بہر صورت گردش میں رکھنے کا انتظام کیا جائے گا لہذا تمام افراد دولت سے منصفانہ طور پر فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

الغرض اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ایک دفعہ پھر زمین میں اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ (سورہ طٰہٰ ع، کا دَور آجائے گا۔ انشاءاللہ ؛

دو قسم کے حقوق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۵۰)

مغرب میں فحاشی و بے حیائی کی ایک اور گھناؤنی مثال

یہ صورتِ حال پکار پکار کر عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہی ہے

گزشتہ دو شماروں میں ہم نے مشہور امریکی رسالہ "دی پلین ٹروتھ" کے ایڈیٹر مسٹر ہربرٹ ڈبلیو۔ آرمسٹرانگ کے ایک نہایت ہی اہم مضمون کے حوالہ سے (جو رسالہ مذکور کے ستمبر ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا) مغربی ممالک میں فحاشی کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے متعلق کپکپا دینے والے بعض نہایت ہی دلدوز واقعات پر روشنی ڈالی تھی۔ مسٹر آرمسٹرانگ نے اپنے مضمون میں وہاں طلاقوں اور ناجائز ولادتوں کی بھرمار نیز ہم جنسی تلذذ کی بڑھتی ہوئی وبا کے علاوہ بیحیائی و فحاشی کی ایک نئی صورتِ حال کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ صورتِ حال اتنی شرمناک ہے کہ اسے پڑھ کر گردن شرم سے جھک جاتی ہے اور یہ دیکھ کر کہ مغرب کی مادی تہذیب کی بدولت وہاں انسانیت کا یکسر جنازہ نکل چکا ہے دل ایک کربناک تاسف کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

جس نوع کی انتہائی بے حیائی و فحاشی کا ذکر مسٹر آرمسٹرانگ نے اپنے مضمون میں کیا ہے وہ "Spouse Swapping Sport" کہلاتی ہے اور وہاں اسے "Swinging" کے مختصر نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس نئی شرمناک وبا کی نوعیت کیا ہے؟ اسے ہم مسٹر آرمسٹرانگ کے الفاظ میں ہی بیان کرتے ہیں۔ وہ رقمطراز ہیں:-

"اس بارہ میں جو اطلاعات ملی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں Spouse Swapping (وقتی طور پر آپس میں بیویاں بدل لینے) کے آئے دن لاکھوں واقعات ہوتے رہتے ہیں اور یہی حالت اگر نہ سہی بہت سے دوسرے مُلکوں کی ہے۔

دی شکاگو ڈیلی نیوز سروس نے ۷ جولائی ۱۹۶۷ء کو اس بارہ میں ایک رپورٹ اخبارات کو ارسال کی تھی، اُس کی رُو سے اِس تفریحی مشغلہ میں حصہ لینے والے اسے Swinging کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شکاگو کے قرب و جوار کے متوسط طبقے کی بہت سی آبادیوں میں اسے ایک مقبول مشغلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ وہاں ہر ہفتہ کے

اختتام پر اس مشغلہ کو اختیار کرنا ان لوگوں کا معمول بن چکا ہے اور یقیناً یہی کچھ دوسرے شہروں میں بھی ہوتا ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ شکاگو کے علاقہ میں ایسے جوڑوں کی تعداد جو باہم بیویاں تبدیل کرنے کی میٹنگوں میں شریک ہوتے ہیں پندرہ سو سے کم نہیں ہے۔ یہ لوگ دو دو جوڑوں سے لیکر دو دو درجن جوڑوں تک مختلف گروپوں کی شکل میں اپنے کسی ایک ممبر کے گھر میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ پہلے باہم مل کر شراب پیتے اور خوش گپیاں کرتے ہیں اور پھر حرامکاری کی نیت سے ایک دوسرے کے ساتھ بیویوں کا تبادلہ کر لیتے ہیں ـــــ اور پھر اپنی اپنی بیویوں کے ہمراہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کے پاس واپس لوٹ آتے ہیں جنہیں وہ دیکھ بھال کے لئے کسی ملازم کے سپرد کر گئے ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ تفریحی مشغلہ ہر لحاظ سے خطرہ سے خالی اور محفوظ نوعیت کا ہے کیونکہ بیوی کے لئے خاوند پر اعتراض یا انگشت نمائی کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ وہ بھی اتنی ہی مجرم ہوتی ہے جتنا کہ خود خاوند" (دی پلین ٹروتھ بابت ستمبر ۶۸ء صفحہ ۴۶)

بے حیائی اور فحاشی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مکروہ صورت ہو سکتی ہے۔ یہ صورت حال صاف اس امر کی آئینہ دار ہے کہ مغربی ممالک میں شرم و حیاء عفت و شرافت بلکہ سرے سے انسانیت ہی کا جنازہ نکل چکا ہے اور وہ لوگ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (اعراف آیت ۱۸۰) کے پورے پورے مصداق بن چکے ہیں اور اپنے مکروہ کاموں اور انتہائی گھناؤنے کرتوتوں سے عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں اور ان کی وہی حالت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا

(الفرقان آیت ۴۳)

حقیقت یہ ہے کہ وہاں کسی حد تک دین کا پاس کرنے اور گزشتہ قوموں کی تباہی و بربادی پر نظر رکھنے والے لوگ خود یہ محسوس کر رہے ہیں کہ گناہوں اور فحاشی و بے حیائی کی بے اندازہ کثرت کی وجہ سے مغربی قوموں کا موردِ عذاب الٰہی ہونا یقینی ہے۔ چنانچہ "دی پلین ٹروتھ" کے اسی شمارہ میں رابرٹ ای۔ گینٹٹ (Robert E. Gentet) کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے سائنس دانوں اور طبقات الارض کے ماہروں کی جدید تحقیق کی رُو سے زیر زمین رونما ہونے والی عجیب و غریب انقلابی کیفیات کا ذکر کر کے خبردار کیا ہے کہ دُنیا پر عنقریب ایک ہولناک عذاب آنے والا ہے جو نتیجہ ہوگا بڑھتی ہوئی فحاشی و بے حیائی اور گناہوں کی بے اندازہ کثرت کا۔ ہم مسٹر گینٹٹ کے مضمون پر آئندہ شمارہ میں کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے، انشاءاللہ۔

ضمیمہ ماہنامہ "انصار اللہ" بابت ماہ ہجرت/مئی ۱۳۴۸ہش/۱۹۶۹ء

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم مطابق ۲۰/نبوت ۱۳۴۷ہش / ۲۰/نومبر ۱۹۶۸ء

مورخہ ۱۵/۱۱/۶۸ و ۱۷/۱۱/۶۸ بروز جمعہ و اتوار ارکینِ انصار اللہ کا امتحان ہوا جس کے لئے نصاب برکات الدعاء، چاند دیکھنے کی، روزہ کھولنے کی، محبتِ الٰہی کے حصول کے لئے دُعائیں بطور نصاب مقرر تھیں۔ کُل ۱۸۴۱ ارکین شاملِ امتحان ہوئے۔ مکرم عزیز محمد خان صاحب رکن حلقہ اسلامیہ پارک لاہور اوّل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد رکن مجلس انصار اللہ چک ۱۱۷ چھور دوم قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ والسّلام حبیب اللہ خان قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱	کھاریاں	مکرم عبد اللہ خان صاحب	B
۲	کوئٹہ	" صوبیدار میجر محمد عبد الرحمٰن صاحب	B
۳	"	" لطیف احمد صاحب ہاشمی	A
۴	"	" محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	B
۵	"	" محمد ادریس عیسٰے صاحب	A
۶	"	" سید عبد الرشید شاہ صاحب	A
۷	"	" مرزا محمد فاضل صاحب	A
۸	"	" نواب الدین خان صاحب	A
۹	"	" محمد عیسٰے جان صاحب	A
۱۰	"	" میاں جلال الدین صاحب	A
۱۱	"	" شیخ بشیر احمد صاحب سکھری	A
۱۲	"	" ملک غلام حسین صاحب	B
۱۳	"	" چودھری محمد حیات صاحب	A
۱۴	"	" مرزا محمد صادق صاحب	B
۱۵	"	" عبد السلام خان صاحب	B
۱۶	"	" محمد اسحاق صاحب عابد	A
۱۷	منڈی بہاؤالدین	" چوہدری نذیر احمد صاحب	B
۱۸	مردان	" عبد الرحمٰن صاحب	A
۱۹	مردان	مکرم شاہ پور خان صاحب	A
۲۰	دار الیمن ربوہ	" سراج الدین صاحب	B
۲۱	"	" سردار محمد صاحب خوش نویس	A
۲۲	"	" عبد القیوم صاحب	B
۲۳	"	" حسن محمد صاحب دکاندار	B
۲۴	"	" محمد اسمٰعیل اسلم صاحب	A
۲۵	دار الصدر غربی	" ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب	A
۲۶	"	" محمد شریف ہاشمی صاحب	A
۲۷	"	" قاری محمد امین صاحب	B
۲۸	"	" ملک فضل دین صاحب	B
۲۹	"	" محفوظ الرحمٰن صاحب	A
۳۰	"	" چوہدری اللہ بخش صاحب	A
۳۱	"	" قاضی عبد السلام صاحب بھٹی	A
۳۲	"	" میجر عبد الحمید صاحب	A
۳۳	"	" مقبول احمد صاحب بھٹی	A
۳۴	"	" چوہدری محمد ابراہیم صاحب رشید	A
۳۵	"	" عبد الرحمٰن صاحب دہلوی	B
۳۶	"	" محمد اسمٰعیل صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۳۷	دار الصدر جنوبی	مکرم سید عبد الرزاق صاحب	B
۳۸	"	" محمود احمد صاحب چیمہ	B
۳۹	"	" شیخ محمود احمد سعید صاحب	A
۴۰	دار الصدر شرقی	" ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی	A
۴۱	"	" خواجہ عبید اللہ صاحب	A
۴۲	"	" رمضان علی صاحب	B
۴۳	"	" نور محمد مختار عام صاحب	B
۴۴	دار الیمن شرقی	" ماسٹر شیر علی صاحب	A
۴۵	"	" ظفر حسین صاحب	B
۴۶	"	" ملک محمد خان صاحب	A
۴۷	دار الرحمت غربی	" کیپٹن محمد سعید صاحب	B
۴۸	"	" حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب	A
۴۹	"	" حکیم فضل الٰہی صاحب	A
۵۰	"	" عبد الغنی صاحب	A
۵۱	دار الرحمت وسطی	" خان میر خان صاحب	A
۵۲	دار البرکات	" ملک حبیب الرحمٰن صاحب	A
۵۳	"	" امام علی صاحب	A
۵۴	"	" راجہ احمد خان صاحب	A
۵۵	حلقہ تعلیمی ادارہ جات	" غلام رسول صاحب	A
۵۶	فیکٹری ایریا	" احمد علی اسلم صاحب	A
۵۷	"	" سید عبد المنان صاحب	A
۵۸	گوجرانوالہ	" محمد اکبر میر صاحب	A
۵۹	"	" ماسٹر محمد بخش صاحب سونگی	A
۶۰	"	" قاضی نذیر احمد صاحب لدھے والا	A
۶۱	"	" محمد شریف صاحب	A
۶۲	"	" سید غلام شاہ صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۶۳	گوجرانوالہ	مکرم اشرف علی صاحب	A
۶۴	"	" عبد الکریم صاحب	A
۶۵	"	" شیخ عبد الرحیم صاحب	A
۶۶	"	" پیر محمد صاحب	A
۶۷	"	" چوہدری محمد شفیع صاحب	A
۶۸	لاہور اسلامیہ پارک	" سردار بشیر احمد صاحب	A
۶۹	"	" ملک بشیر احمد صاحب	A
۷۰	"	" مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	A
۷۱	"	" عزیز محمد خان صاحب (اول)	A
۷۲	عزیز آباد کراچی	" مولوی عبد الحمید صاحب	A
۷۳	"	" حافظ عبد الغفور صاحب	B
۷۴	"	" محمد حمید احمد صاحب	B
۷۵	"	" چوہدری عبد المجید صاحب	B
۷۶	"	" مرزا عبد الرحمٰن صاحب	A
۷۷	"	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A
۷۸	ناظم آباد جنوبی	" چوہدری سلطان محمد احمد صاحب	A
۷۹	"	" محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	A
۸۰	"	" ملک نصیر احمد صاحب	A
۸۱	مارٹن روڈ	" آفتاب احمد صاحب بسمل	A
۸۲	"	" محمد ابراہیم صاحب بھاگلپوری	A
۸۳	"	" عبد الرحیم صاحب مدہوش رحمانی	B
۸۴	لیاقت آباد	" چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	B
۸۵	"	" محمد عبد اللہ صاحب مہر	A
۸۶	صدر کراچی	" مرزا جہانگیر بیگ صاحب	A
۸۷	ماڑی پور	" ملک محمد اشرف صاحب	B
۸۸	"	" محمد ایوب صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۸۹	کالونی P.I.B	مکرم میجر سید محمود احمد شاہ صاحب	A
۹۰	جیکب لائن	" چوہدری کرم الدین صاحب	B
۹۱	لائلپور	" مولوی عبداللطیف صاحب	A
۹۲	"	" ڈاکٹر فضل کریم صاحب	B
۹۳	"	" پیر محمد یوسف صاحب	A
۹۴	"	" سید عطاء حسین شاہ صاحب	A
۹۵	"	" چوہدری احمد دین صاحب	A
۹۶	"	" چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چیمہ	B
۹۷	"	" چوہدری عبدالرشید صاحب بھٹی	A
۹۸	"	" چوہدری عبدالغنی صاحب	A
۹۹	"	" چوہدری عبدالکریم صاحب	A
۱۰۰	دارالرحمت وسطی ربوہ	" ملک محمد شفیع صاحب	B
۱۰۱	"	" ماسٹر عبدالعلی صاحب ٹیلر	A
۱۰۲	"	" خدا بخش صاحب	A
۱۰۳	"	" ماسٹر عبدالکریم صاحب	A
۱۰۴	"	" قریشی عطاء اللہ صاحب	A
۱۰۵	"	" مکرم چوہدری محمد حسین صاحب باجوہ	A
۱۰۶	"	" فتح محمد صاحب زیروی	A
۱۰۷	"	" قریشی محمد عبداللہ صاحب	A
۱۰۸	چک ۱۱۷ ش ب جہور	" مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد (دوم)	A
۱۰۹	گولیکی	" پیر محمد اکبر سقراط صاحب	A
۱۱۰	"	" پیر فیض عالم صاحب	A
۱۱۱	"	" خوشی محمد صاحب	A
۱۱۲	"	" اللہ دتا صاحب	A
۱۱۳	"	" محمد اکبر شاہ صاحب	B
۱۱۴	خوشاب	" ماسٹر عبدالمنان صاحب	A

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱۱۵	خوشاب	مکرم عبدالکریم صاحب	A
۱۱۶	"	" عبدالرحیم خان صاحب	A
۱۱۷	جھنگ صدر	" ایم علی محمد صاحب	A
۱۱۸	"	" احمد الدین صاحب	B
۱۱۹	"	" سراج الدین صاحب	A
۱۲۰	۶۹ R-B گھسیٹ پور	" ماسٹر محمد شفیع صاحب	A
۱۲۱	"	" صادق علی صاحب	B
۱۲۲	"	" قریشی محمد خورشید احمد صاحب	A
۱۲۳	"	" ایم عبدالحمید صاحب	B
۱۲۴	باغ	" ڈاکٹر اعجاز الحق خان صاحب	A
۱۲۵	چک نمبر ۲۷ کا چیلو	" صوفی غلام محمد عاصی صاحب	A
۱۲۶	قمر آباد	" غلام علی صاحب	B
۱۲۷	"	" چوہدری علم دین صاحب	B
۱۲۸	"	" قمر الدین صاحب	B
۱۲۹	"	" کریم بخش صاحب	B
۱۳۰	دارالصدر شرقی	" مختار احمد ہاشمی صاحب	A
۱۳۱	ترگڑی	" غلام حسین صاحب	A
۱۳۲	"	" ملک محمد دین صاحب	A
۱۳۳	"	" ایم محمد اسمٰعیل صاحب	A
۱۳۴	دوالمیال	" میجر ملک حبیب اللہ صاحب	A
۱۳۵	سکھر	" محمد رفیع صاحب صوفی	A
۱۳۶	"	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۳۷	"	" فخر الدین صاحب راجہ	A
۱۳۸	آنبہ کرم پورہ	" محمد موسیٰ صاحب	A
۱۳۹	"	" عبدالحق صاحب	B
۱۴۰	"	" حکیم عبدالرحمٰن صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱۴۱	کیمل پور	مکرم صلاح الدین صاحب	A
۱۴۲	سانگلہ ہل	" شیخ عبد الرشید صاحب	A
۱۴۳	بہاول نگر	" محمد بشیر فاروقی صاحب	B
۱۴۴	"	" صوفی محمد فضل صاحب	A
۱۴۵	"	" محمد عباس فاروقی صاحب	A
۱۴۶	"	" چوہدری غلام نبی صاحب	A
۱۴۷	"	" شیخ اقبال الدین صاحب	B
۱۴۸	چہور ۱۱۷	" سید علی ہاشمی صاحب	A
۱۴۹	لاہور	" عصمت اللہ خان صاحب	A
۱۵۰	"	" عنایت اللہ صاحب	A
۱۵۱	راولپنڈی	" قاضی نذیر احمد صاحب	B
۱۵۲	"	" عبد الحمید صاحب	B
۱۵۳	پشاور	" عبد الکریم صاحب	A
۱۵۴	"	" نام نامعلوم	A
۱۵۵	"	" سید احمد صاحب	B
۱۵۶	"	" شیخ محمود احمد صاحب	B
۱۵۷	"	" مرزا مقصود احمد صاحب	B
۱۵۸	"	" حبیب احمد صاحب	B
۱۵۹	"	" نیاز قطب احمد صاحب بٹ	B
۱۶۰	"	" میاں عبد اللطیف صاحب	A
۱۶۱	"	" شیخ عبد الکریم صاحب	B
۱۶۲	"	" چوہدری رکن الدین صاحب	A
۱۶۳	"	" ملک سعادت احمد صاحب	B
۱۶۴	"	" خلیل الرحمٰن خان صاحب	A
۱۶۵	"	" صوفی رحیم بخش صاحب	A
۱۶۶	"	" مبارک احمد صاحب	B

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱۶۷	پشاور	مکرم بختیار احمد صاحب	B
۱۶۸	"	" محمد الطاف صاحب	A
۱۶۹	"	" فضل محمود صاحب	A
۱۷۰	ساہیوال	" مرزا احمد بیگ صاحب	A
۱۷۱	"	" علی محمد صاحب	A
۱۷۲	"	" ملک نعیم احمد صاحب ایڈووکیٹ	A
۱۷۳	"	" حکیم غلام سرور صاحب	B
۱۷۴	"	" شاہ محمد صاحب	B

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم معیار دوم

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱	ڈھاکہ	مکرم بشیر الدین احمد صاحب	A
۲	"	" نور سید صاحب	B
۳	"	" عبد المتین چوہدری صاحب	B
۴	"	" انور احمد صاحب ملک	B
۵	"	" عبد السلام صاحب	A
۶	"	" محمد شمس الرحمٰن صاحب	A
۷	"	" مقبول احمد خان صاحب	A
۸	"	" ایس۔ایم حسن صاحب	A
۹	"	" چوہدری شہاب الدین صاحب	A
۱۰	"	" عطاء الرحمٰن صاحب	A
۱۱	"	" مطیع الرحمٰن صاحب	A
۱۲	"	" مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔اے	A
۱۳	"	" فضل الکریم صاحب	A

اللہ تعالی رجوع کرنیوالوں پر رحم کرتا ھے

اگر ایسا نہ ھوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :—

''جو لوگ نری بیعت کرکے چاھتے ھیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ھیں ۔ ان کو نفس نے دھوکا دیا ھے ۔ دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاھتا ھے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ھے ۔ مثلاً وہ چاھتا ھے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک ھی قطرہ کافی سمجھتا ھے ، یہ نہیں ھو سکتا ۔ پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ھوتا ھے ۔ اللہ تعالی رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ھے کیونکہ اگر ایسا نہ ھوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا ۔ انسان جب متقی ھوتا ھے تو اللہ تعالی اس کے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ھے اور پھر اس کو ھر تنگی سے نجات دیتا ھے نہ صرف نجات بلکہ یرزقہ من حیث لا یحتسب ۔ پس یاد رکھو جو خدا تعالی سے ڈرتا ھے خدا تعالی اس کو مشکلات سے رھائی دیتا ھے اور انعام و اکرام بھی کرتا ھے ۔ اور پھر متقی خدا کے ولی ھو جاتے ھیں ۔ تقویٰ ھی اکرام کا باعث ھے ۔ کوئی خواہ کتنا ھی لکھا پڑھا ھو وہ اس کی عزت و تکریم کا باعث نہیں اگر متقی نہ ھو ۔ لیکن اگر ادنی درجہ کا آدمی بالکل امی ھو مگر متقی ھو وہ معزز ھو گا ۔ یہ دن خدا تعالی کے روزہ کے ھیں ان کو غنیمت سمجھو ۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا روزہ کھوے تم اس سے صلح کر لو اور پاک تبدیلی کر لو ،،

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۶۱ ، ۳۶۲)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا